ورضوان من اللہ اکبر

جلد

۵۵
۵۹۲۹۲

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

ین کا
ینی
مان

سالانہ
نمبر

سالانہ تین روپے - فی پرچہ ۳۰ نئے پیسے

مدیر
ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

ہر انگریزی ماہ کی ۲۵ تاریخ کو شائع ہونے والا

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

جلد ۷

نمبر ۱ و ۲

کا

سالانہ خاص نمبر

بابت

مطابق شعبان و رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ

جنوری و فروری سنہ ۱۹۶۳ء

قیمت خاص نمبر ۷۵ نئے پیسے

سالانہ چندہ

ہندوستان سے	پاکستان سے	ممالک غیر سے
۳/-	۳/۵۰	۶ شلنگ

دفتر

ماہنامہ "رضوان" ۳، گوئن روڈ لکھنؤ

فہرست

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
(۱)	دعائے احسن	احسن حیدری	۴
(۲)	ہماری بات	مدیر	۵
(۳)	ترتیب مراتب (نظم)	سید عبدالرب صوفی	۷
(۴)	تعلیمات قرآن	قرآن کریم	۹
(۵)	رسول اللہ نے فرمایا	حدیث شریف	۱۱
(۶)	اللہ والوں کے اقوال	... ...	۱۳
(۷)	جمال ہمنشیں	شیخ سعدیؒ	۱۵
(۸)	سلام بخدمت خیرالانامؐ	ناہید درّانہ	۱۶
	مضامین		
(۹)	اولیاء اللہ کی مائیں	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱۹
(۱۰)	نور کے تڑکے میں (نظم)	سید عبدالرب صوفی	۲۵
(۱۱)	پیام اقبال	حکیم عبدالقوی دریابادی	۲۶
(۱۲)	ماں کی دس نصیحتیں	خالدہ خورشید اعظمی	۳۱
(۱۳)	خواتین اسلام میدان جہاد میں	اختری بیگم	۳۴
(۱۴)	سینما (نظم)	ابوالمجاہد زاہد	۳۸
(۱۵)	ضرورت کا دن	عشرت اللہ	۳۹
(۱۶)	بہتا ہوا سیب	ام جمیلہ (الہ آباد)	۴۱
(۱۷)	حور جنت	حضور سہسوانی	۴۷

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
(۱۸)	نیک دلہن	انور فاروقی	۴۹
(۱۹)	ماہ صیام کا خیر مقدم (نظم)	حافظ عبدالسمیع	۵۱
(۲۰)	اولیاء اللہ کی بی بیاں	مولانا عبدالسلام قدوائی	۵۲
	ترجمے		
(۲۱)	خونخوار درندہ	ڈاکٹر سعید رمضان (جنیوا)	۵۸
(۲۲)	جن پہ سب کو ناز ہے	استاذ علی طنطاوی (شام)	۶۱
(۲۳)	حرم کے پاسباں اٹھو (نظم)	منعم انصاری	۶۷
(۲۴)	جیسی کرنی ویسی بھرنی	مصطفیٰ لطفی منفلوطی (مصر)	۶۸
(۲۵)	انجام بخیر	ڈاکٹر محمد حاج حسین (حلب)	۷۵
	انتخابات		
(۲۶)	میرے زمانہ میں	سرسید احمد خاںؒ	۸۲
(۲۷)	سچی باتیں	مولانا عبدالماجد دریابادی	۸۵
(۲۸)	آپ کیا کریں؟	"صدی العام"	۸۸
(۲۹)	کیا سنا کیا دیکھا؟	"صدق جدید"	۹۰
(۳۰)	مسائل	حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ	۹۲
(۳۱)	سوال و جواب	ادارہ	۹۴
(۳۲)	مختصرات	... ...	۹۶

احسن حیدری، الٰہ آباد

دعائے احسن

اے سب کے درد و غم کی فریاد سُننے والے
بندوں کی اپنے ہر دم رُوداد سُننے والے

روندے ہوئے جہاں کے آئے ہیں در پہ تیرے
کچھ ساتھ آرزوئیں لائے ہیں در پہ تیرے

پوری انھیں تو کر دے اے بیکسوں کے والی
اے مالکِ حقیقی باغِ جہاں کے مالی

محتاج صرف اپنا رکھنا ہمیں جہاں میں
رُسوا کبھی نہ کرنا دنیا کے گلستاں میں

شرمندہ رُو نہ کرنا روزِ حساب ہم کو
اپنی اماں میں رکھنا روزِ حساب ہم کو

بندے تو اور بھی ہیں خوشحال جو بہت ہیں
دنیا میں ایک ہم ہیں پامال جو بہت ہیں

ہم پہ بھی اب عنایت اپنی نوازشیں کر
الطاف کی، کرم کی، رحمت کی بارشیں کر

دے رزق خوب ہم کو ایمان بھی عطا کر
دُنیا میں نیک و بد کی پہچان بھی عطا کر

احسن کی یہ دُعا ہے کر لے قبول یا رب
دونوں جہاں کہیں بھی مت کر ملول یا رب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری بات

"رضوان" کا چوتھا خاص نمبر آپ کے ہاتھ میں ہے، یہ نمبر جن حالات میں مرتب کیا گیا ہے بلکہ ساری منزلیں جن نشیب و فراز کی گھڑیوں میں طے کی گئی ہیں ان کا اندازہ آپ کو ہو سکتا ہے، آخر آخر تک اسکی تکمیل میں شک رہا ایسی غیر یقینی بات کی وجہ سے پہلے کوئی پختہ وعدہ یا اطلاع نہیں کی گئی، اللہ کا بے انتہا فضل و کرم ہے کہ اس نے ارادہ کو مستحکم بنایا اور اس نمبر کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ ہم کو خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہم آپ کی خدمت میں خاص نمبر پیش کرنے کے قابل ہوئے، یہ ہمارے بس کی بات نہ تھی، اگر آپ کی دعائیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق شامل حال نہ ہوتی اور یہ سچ ہے کہ ع

"اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں"

اس مرتبہ خاص نمبر کا کوئی خاص موضوع نہیں ہے اور ہم نے عمداً اس طرز کو سامنے رکھ کر موجودہ خاص نمبر نکالا، جو طرز آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طرز بھی انشاء اللہ پسند کیا جائے گا، اس میں ارشادات و اقوال الگ نظر آئینگے مضامین اور مقالات کا خانہ الگ نظر سے گزریگا، مشہور مصنفین اور مقالہ نگاروں کے مضامین

کے تراجم کا باب الگ ہے، اس کے بعد آخر میں انتخاب ملاحظہ فرمائیں گے اور بالکل آخر میں سوال و جواب کا ایک نیا باب نظر آئے گا، یہ بھی امید ہے کہ پسند خاطر ہوگا ——— جن عرب علما، اور اہل قلم حضرات کے تراجم پیش نظر ہیں ان میں ڈاکٹر سعید رمضان اور استاذ علی طنطاوی کی شخصیت سے قارئین "رضوان" کچھ نہ کچھ واقف ضرور ہوں گے، ان کے مضامین کے ترجمے اکثر رضوان میں شائع ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان دونوں کی زندگی میں برکت نصیب فرمائے۔

شیخ مصطفیٰ لطفی منفلوطی مصر کے ایک مشہور ادیب اور اخلاق پر پُرتاثیر مقالات لکھنے والے تھے انھوں نے اپنی کتابوں اور مقالات سے عورتوں کی مظلومیت کے خلاف آواز بلند کی تھی اور مصر میں عورتوں کی بڑی پشت پناہی کی تھی، وہ اس وقت دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کی تحریریں اور ان کے مضامین اب تک زندہ ہیں اور ان میں اب تک بلا کی تاثیر ہے انکی دو مشہور کتابیں "النظرات" اور "العبرات" ہیں، اس شمارہ میں جو مضمون ہے وہ "النظرات" سے لیا گیا ہے اور صرف اس کا خلاصہ کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ انشاء اللہ یہ خاص نمبر بھی آپ شوق سے پڑھیں گے اور جو کام کی باتیں اس میں پائیں گے، ان کی اشاعت کی فکر کریں گے اور درحقیقت اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ دین کی آسان آسان باتیں بھائیوں اور بہنوں تک پہونچائی جائیں، اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرمائے اور اس کے اندر جو کام کی باتیں ہوں ان پر ہم کو آپ کو اور سارے قارئین کرام کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور جو فروگذاشت ہوئی ہو اس کو درگزر فرمائے۔

· · · · ·

۳۱۰۰
۰۹۲۹۲

خاص "رضوان" کے لئے

ترتیبِ مراتب

سیّد عبد الرّب صوفی

گواہی دیجیے سب سے بڑا رتبہ خدا کا ہے
کہیں ہمسر نہیں کوئی خدائے دو سرا کا ہے

گواہی دیجیے کون و مکاں بھی ہیں گواہ اسکے
کہ خالق اور مالک اک ہی ارض و سما کا ہے

خدا کے مرتبے کے بعد رتبہ ہے محمدؐ کا
سوا ہر ماسوا سے مرتبہ خیر الوریٰ کا ہے

خدائی کی صفت لیکن نہیں کوئی پیمبر میں
وہ سردارِ رسل سب سے بڑا بندہ خدا کا ہے

لکھا ہے عَبْدُہٗ و رسولہٗ شانِ نبوت میں
یہی رتبہ محمد مصطفیٰؐ اصلِ علےٰ کا ہے

نہ وہ اللہ کے ہمسر نہ وہ اللہ کے ساجھی
بری ہر شرک سے اسلام میں رتبہ خدا کا ہے

عبادت، استعانت اور استمداد کے لائق
نہ درجہ اولیاء کا ہے نہ رتبہ انبیا کا ہے

گزشتہ امتیں توحید سے محروم ہو بیٹھیں
نبی کو وہ دیا درجہ جو درجہ دیوتا کا ہے

نصاریٰ نے بڑھایا عیسیٰ ذی جاہ کا رتبہ
جو روح اللہ ہیں ان کو کہا بیٹا خدا کا ہے

مگر اسلام نے اس شرک کی جڑ کاٹ دی ایسی
کہ توحید امتیازی وصف اس دینِ ہدیٰ کا ہے

ضرورت میں، مصیبت میں، محبت میں، مسرت میں
زبانِ شرک پر "جے" اور نعرہ دیوتا کا ہے

مگر مردِ مسلماں نام پاک اللہ کا لے کر
اداکرتا ہے حق جو ابتدا، انتہا کا ہے

مجاہد رزم میں اللہ اکبر کہہ کے بڑھتا ہے / مقرر کا وظیفہ بزم میں نامِ خدا کا ہے
رسولِ پاک کی عظمت سے دل لبریز ہوتا ہے / گر ممکن نہیں نعرہ کبھی "یا مصطفٰے" کا ہے
صحابہؓ "یا رسول اللہ" جہادوں میں نہ کہتے تھے / نہ سیف اللہ کا شیوہ نہ یہ شیرِ خدا کا ہے
نہ کوئی اور غازی "یا محمدؐ" کہہ کے بڑھتا ہے / فقط "اللہ اکبر" نعرہ ہر مردِ خدا کا ہے
ذرا سنئے مریضِ ناتواں کی پے بہ پے آہیں / زباں پر لفظ "یا اللہ" "یا مصطفٰے" کا ہے؟
زمیں پر ٹیک کر ہاتھوں کو اٹھنے کی مشقت میں / سہارا صرف "یا اللہ" پیرِ بے عصا کا ہے
رسولِ پاک سے بڑھ کر نہیں کونین میں کوئی / رسولِ پاک سے بڑھ کر فقط رتبہ خدا کا ہے
نبیؐ کے بعد اس امت میں ہے شیخینؓ کا درجہ / پھر اسکے بعد عثمانؓ و علیؓ مرتضٰےؓ کا ہے
صحابہؓ میں جو ہے ادنٰی صحابی وہ بھی رتبے میں / معظم بعد والے غوثؒ و قطبؒ و اولیا کا ہے
صحابہ میں بڑے ممتاز انصار و مہاجر ہیں / فدائی ان میں سے ہر اک حبیبِ کبریا کا ہے
فزوں تر ان سے رتبہ میں ہیں اصحابؓ حدیبیہ / انھیں کی بیعت الرضوان میں مژدہ رضا کا ہے
پھر اصحابِ حدیبیہ میں بھی ہیں اہلِ بدر افضل / کہ جن کی فتحیابی معجزہ خیر الورٰی کا ہے
پھر اہلِ بدر میں بھی چار یارؓ افضل ہیں رتبہ میں / پھر ان سے بھی بڑا رتبہ اگر ہے انبیا کا ہے
نبیؐ کی بیبیوں کی شان ہے تطہیر کی آیت / یہ ان کا خاص رتبہ فضل ذاتِ کبریا کا ہے
اسی تخصیص سے حسنینؓ و زہراؓ بھی مشرف ہیں / ملائک سے فزوں تر مرتبہ آلِ عبا کا ہے
نبیؐ کی بیٹیاں چاروں ہیں اہلِ بیت میں شامل / بہت اونچا مقام ان سب کے اخلاص و صفا کا ہے

الٰہی صدقہ ان سب کا ہماری مغفرت فرما
وسیلہ کس قدر مضبوط اے صوفی دعا کا ہے

تعلیمات قرآن

ایمان والے :-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (س، انفال، ع)

ترجمہ :- بے شک ایمان والے وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو انکے دل دہل جاتے ہیں اور جب ان پر اسکی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے، وہ اپنے رب پر بھروسہ کرنے والے ہیں، وہ لوگ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں وہی لوگ ایمان والے ہیں حق کے ساتھ ان کے پروردگار کے پاس بڑے درجے ہیں، بخشش اور بابرکت رزق

سچائی اور تقوے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ

وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝ (احزاب، ع ۹)

ترجمہ :- اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہو تمہارے اعمال کو سنوارے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، اور جس نے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کی وہ مراد کو پہونچا۔

نیک بخت عورتیں :-

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (نساء ع ۶)

ترجمہ :- پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہر کی غیر موجودگی میں نگہبانی کرتی ہیں اللہ کی حفاظت سے۔

نماز کا حکم :-

وَأْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا (طٰہٰ، ع ۸)

ترجمہ :- اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اس پر قائم رہو

گھر والوں کو آگ سے بچاؤ :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (تحریم ع ۱) ترجمہ :- اے ایمان والو اپنی جان اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ اس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔

امید و رجا :-

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ (زمر ع ۶)

ترجمہ :- کہہ دیجئے کہ اے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیگا، بیشک وہ بخشنے والا رحمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

دو بھوکے بھیڑیے :-

عن کعب بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسد لھا من حرص المرء علی المال والشرف لدینہ (ترمذی، دارمی)

ترجمہ :- حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں اُن بکریوں کو اس سے زیادہ تباہ نہیں کرسکتے، جتنا تباہ مال اور عزت وجاہ کی حرص آدمی کے دین کو کرتی ہے۔

اپنا مال :-

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول العبد مالی مالی وان مالہ من مالہ ثلث ما اکل فافنی او لبس فابلی او اعطی فاقتنی وماسوی ذلک فھو ذاھب وتارکہ للناس (مسلم)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال، حالانکہ اس کے مال میں سے جو حقیقت میں اس کا ہے وہ تین مدیں ہیں (۱) وہ جو اس نے کھا کر فنا کر دیا (۲) وہ جو پہن کر پرانا

کرڈالا (۳) وہ جو اس نے راہ خدا میں دیا اور اپنی آخرت کے واسطے ذخیرہ کر لیا اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بندہ دوسرے لوگوں کے لئے اس کو چھوڑ جانے والا ہے اور خود یہاں سے ایک دن رخصت ہو جانے والا ہے۔

اچھے اخلاق پیدا کرو:-

عن أبی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحہا وخالق الناس بخلق حسن (ترمذی)

ترجمہ :- حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جہاں اور جس حال میں رہو خدا سے ڈرتے رہو، اور ہر برائی کے بعد نیکی کر لیا کرو وہ اس کو مٹا دیگی اور اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

اچھی بات :-

عن أبی ہریرۃ عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم الکلمۃ الطیبۃ صدقۃ،

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اچھی بات ایک صدقہ ہے۔

(بخاری)

اللہ والوں کے اقوال

خدا سے ڈرتے رہو ——— حضرت ابوبکر صدیقؓ

خلوت وجلوت میں خدا سے ڈرتے رہو، جو خدا سے ڈرتا ہے، خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے اجر میں اضافہ کرتا ہے۔

میں قوم کا امین ہوں ——— حضرت عمر فاروقؓ

میں قوم کا امین ہوں، امانت میں خیانت کرنا جائز نہیں ہے، میں بہت ہی برا حاکم ہوں گا، اگر خود اچھا کھاؤں اور دوسرے لوگوں کو بری غذا کھلاؤں۔

طالب دنیا ——— حضرت سلمان فارسیؓ

طالب دنیا پر حیرت ہے کہ موت اسکے تعاقب میں ہے اور وہ دنیا کی امیدوں اور آرزوؤں میں مگن ہے، معلوم نہیں اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض، لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ پھر بھی وہ قہقہے لگا رہا ہے۔

خدایا ——— حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

خدایا مجھے ایسی عقل نصیب فرما جو مجھے فائدہ پہونچائے، اور اس مقام کو جہاں مجھ کو جانا ہے اس جگہ سے جو زائل ہونے والی ہے زیادہ اہم بنا (یعنی دنیا کی محبت کو دل سے نکال کر آخرت کی محبت کو دل میں بسا دے)

دعا کرو ——— حضرت رابعہ بصریہؒ

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، اپنے رب کی اطاعت کرو، اور اس سے دعا کرو، وہ ہر بے کس کی دعا قبول فرماتا ہے کسی کی دعا ضائع نہیں کرتا۔

مومن کی صفات ——— حضرت حسن بصریؒ

مومن کی نماز خشوع و خضوع سے بھرپور ہوتی ہے، اس کا دل نماز و ذکر میں لگا رہتا ہے، اور نماز کے لئے دوڑ کر جاتا ہے، اس کی بات تریاق ہوتی ہے، اس کا صبر و تحمل اور تقوے کی مثال ہوتی ہے۔ اس کی خاموشی، غور و فکر اور نظر عبرت موعظت سے مالا مال ہوتی ہے، اگر کوئی بھلائی کرتا ہے تو خیر کی امید پر، اگر اس سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو استغفار کرتا ہے، وہ ظلم پر صبر کرتا ہے، بے انصافی کا بدلہ انصاف سے دیتا ہے۔

مومن اللہ کے سوا کسی کی پناہ نہیں ڈھونڈتا، نہ اللہ کے علاوہ کسی سے مدد چاہتا ہے، وہ قناعت اور صبر و شکر کی روش اختیار کرتا ہے۔ مصیبتوں کے وقت صبر کرتا ہے، اگر لاپرواہوں اور غافلوں کی مجلس میں بیٹھتا ہے تو ذکر و شکر کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے، اور اگر ذکر کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھتا ہے تو استغفار کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

ایک روز خوشبودار مٹی حمام میں
اپنے محبوب کے ہاتھوں میں نے پائی

بدو گفتم کہ مشکے یا عبیرے
کہ از بوئے دلآویز تو مستم

میں نے پوچھا تو مشک ہے یا عبیر
کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں

بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم

کہنے لگی میں در حقیقت ایک حقیر مٹی ہی ہوں
لیکن ایک عرصہ میں پھولوں کی صحبت میں رہی ہوں

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

جمال ہم نشیں اور حسن صحبت ہی نے مجھ میں اثر کیا
ورنہ میں اب بھی وہی خاک ہوں جو پہلے تھی

سلام بخدمت خیرالانامؐ

ناہید دُردانہ

سلام اے مرسلِ افضلؐ، سلام اے مرسلِ کاملؐ
ترے دم سے جہاں پہ رحمتِ حق ہوگئی نازل

سلام اے مرسلِ اُمّیؐ، سلام اے صاحبِ قرآںؐ
تری معراج سے ظاہر ہے اَوجِ رتبۂ انساں

وجودِ پاک پر تیرے ہے نازاں نورِ یزدانی
ترا ہر قول لاثانی، ترا ہر فعل لاثانی

جہاں والے پڑے تھے کفر و بدعت کے اندھیرے میں
مبدّل کر دیا تو نے سیاہی کو سویرے میں

تری ہستی ہے سُرخی زندگانی کے فسانے کی
اے آقا تو نے آخر لاج ہی رکھ لی زمانے کی

تری سیرت کو کیا کہیے، تری صورت کو کیا کہیے
بجا ہے گر تجھے آئینۂ شانِ خدا کہیے

کیا بندوں کو تو نے آشنا آدابِ ہستی سے
نکالا ہے تری تعلیم ہی نے ان کو پستی سے

زمانہ آج بھی قائل ہے تیری خیر و برکت کا
حقیقت میں تو ہی حق دار تھا ختمِ نبوت کا

ترا نورِ ہدایت تا قیامت کام آئے گا
اسی سے ابنِ آدم اپنی منزل آپ پائے گا

مضامین

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جس کو کبھی خزاں نہیں

مسلمان عورت اگر اس کے دل کے اندر صحیح اسلامی صفات ہوں تو وہ انسانیت کی محسن اور انسان کی مربّی ہے، خدا اس کی حفاظت کرے گا اور انسانیت اس کی ہمیشہ محتاج رہے گی، قومیں آتی جاتی رہیں گی، تہذیبیں پھولتی پھلتی اور دم توڑتی رہیں گی، ملک بستے اور اُجڑتے رہیں گے لیکن مسلمان عورت انسانیت کا ایک ایسا درخت ہے جس کو کبھی خزاں نہیں،

مسلمانوں کے دل بدلنے اور نئے دور کے لانے میں مسلمان عورت بہت بڑا حصہ لے سکتی ہے، اللہ نے اس کو ایسا قوی ایمان ایسا درد مند دل، ایسی پُر سوز آواز، ایسی پاک فطرت عطا فرمائی ہے کہ جو آج بھی مسلمانوں کے دل و دماغ میں وہ ایمان کی چنگاری روشن کر سکتی ہے۔

آج اسلام کو حسنؓ حسینؓ جیسے فرزندوں کی ضرورت ہے اور یہ دولت مسلمان ماؤں ہی سے مل سکتی ہے

اگر پندے ز درویشے پذیری   ہزار اُمت بمیرد تو نہ میری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر   کہ در آغوش شبیرے بگیری

اولیاء اللہ کی مائیں

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

سُلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

حضرت نظام الدین اولیاءؒ پانچ سال کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا والدہ ماجدہ نے جو اپنے وقت کی ایک بڑی صالحہ اور باخدا خاتون تھیں اس دُرِ یتیم کی پرورش اور دینی و اخلاقی تربیت کا مردانہ ہمت اور پدرانہ شفقت کے ساتھ اہتمام کیا۔ جب دستار بندی کا وقت آیا تو والدہ سے آکر کہا کہ اُستاد نے دستار بندی کا حکم فرمایا ہے، میں دستار کہاں سے لاؤں، والدہ صاحبہ نے کہا... بابا خاطر جمع رکھو میں اس کی تدبیر کروں گی، چنانچہ روئی خرید کر اس کو کتوایا اور بہت جلد پگڑی تیار کر کے دی، والدہ صاحبہ نے اس تقریب میں علماء صلحاء وقت کی دعوت کی۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ والدہ کا معمول تھا کہ جس روز ہمارے گھر کچھ پکانے کو نہ ہوتا تو فرماتیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں، مجھے یہ سُن کر بڑا ذوق آتا کہ ایک دن کوئی خدا کا بندہ ایک تنکہ غلہ گھر میں دے گیا۔ چند دن متواتر اس سے روٹی ملتی رہی، میں تنگ آگیا اور اس آرزو میں رہا کہ والدہ صاحبہ

کب یہ فرمائیں گی کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں، آخر وہ غلہ ختم ہوا اور والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں، یہ سن کر مجھے ایسا ذوق اور ایسا سرور حاصل ہوا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

ایک روز حضرت خواجہ نے اپنی والدہ کے انتقال کا ذکر کیا، ذکر کرتے ہوئے اتنا گریہ طاری ہوا کہ جو کچھ فرماتے تھے پورے طور پر سننے میں نہیں آتا تھا اس حالت میں یہ شعر پڑھا۔

افسوس دلم کہ ہیچ تدبیر نہ کرد
شبہائے وصال را بہ زنجیر نہ کرد

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نیا چاند دیکھ کر حاضر ہوا اور قدمبوسی کی اور نئے چاند کی مبارک باد معمول کے مطابق پیش کی۔ فرمایا کہ... آئندہ مہینہ کے چاند کے موقع پر کس کی قدمبوسی کروگے۔ میں سمجھ گیا کہ انتقال کا وقت قریب ہے میرا دل بھر آیا اور میں رونے لگا میں نے کہا کہ:۔

"مخدومہ! مجھ غریب و بیچارہ کو آپ کس کے سپرد کرتی ہیں؟"

فرمایا۔ "اس کا کل جواب دوں گی۔"

میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت کیوں نہیں جواب دیتیں، یہ بھی فرمایا کہ:۔ "جاؤ آج رات شیخ نجیب الدینؒ کے یہاں رہو۔"

ان کے فرمانے کے مطابق میں وہاں گیا، آخر شب میں صبح کے قریب خادمہ دوڑتی ہوئی آئی کہ بی بی تم کو بلا رہی ہیں... ... ... میں نے پوچھا خیریت ہے؟ کہا ہاں۔ جب میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ "کل تم نے

مجھ سے ایک بات پوچھی تھی، میں نے اس کا جواب دینے کا وعدہ کیا تھا، اب میں اس کا جواب دیتی ہوں، غور سے سنو! فرمایا تمہارا دایاں ہاتھ کون سا ہے میں نے ہاتھ سامنے کر دیا، میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا "خدایا اس کو تیرے سپرد کرتی ہوں"۔ یہ کہا اور جان بحق تسلیم ہوئیں۔ میں نے اس پر خدا کا بہت شکر کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر والدہ سونے اور موتیوں سے بھرا ہوا ایک گھر چھوڑ کر جاتیں تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

حضرت سید احمد شہیدؒ رائے بریلویؒ

ایسی مائیں دنیا میں بہت کم ہوں گی جو بیٹے کی جان کے امتحان میں پوری اتریں اور اس کو مرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے رخصت کریں۔ حضرت سید احمد شہیدؒ کو اللہ نے والدہ بھی ایسی دی تھی جو حضرت اسماءؓ کا نمونہ تھیں، ایک مرتبہ ایک جنگ کے دوران سید صاحبؒ نے جانے کی آمادگی ظاہر کی، لیکن کھلانے والی نے کسی طرح جانے نہ دیا، والدہ محترمہ نماز پڑھ رہی تھیں، سید صاحب منتظر کھڑے تھے کہ آپ سلام پھیریں تو جا کے اجازت طلب کریں، آپ نے جب سلام پھیرا تو دایہ سے کہا بی بی تمہیں ضرور احمدؒ سے محبت ہے مگر میری طرح نہیں ہو سکتی، یہ روکنے کا موقع نہ تھا، جاؤ بھیا اللہ کا نام لے کر جاؤ مگر خبردار پیٹھ نہ پھیرنا ورنہ تمہاری صورت نہ دیکھوں گی۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ

حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کی والدہ ماجدہ بہت بڑی زاہدہ اور متوکل تھیں، آپ نے فرمایا کہ ہماری عمر گیارہ بارہ برس کی ہوگی والد رحمۃ اللہ علیہ نے

انتقال فرمایا، جو کچھ سرمایہ تھا وہ وقتاً فوقتاً خرچ ہو گیا تھا کہ سخت قحط پڑا، ہماری والدہ صاحبہ نے جب تک قحط رہا مکان کا دروازہ بند رکھا اور جو درخت گھر میں تھے ان کے پتوں کو اُبال کر کھا لیتیں اور کسی کو اپنے حال سے مطلع نہ ہونے دیتیں۔ حالانکہ یگانے اور دوست ایسے تھے کہ مدد کرتے مگر یہ گوارا نہ تھا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کاندھلہ ضلع مظفر نگر کے ایک مشہور خانوادہ کے ایک بزرگ تھے، اسوقت کاندھلہ کا یہ خاندان دین داری کا گہوارہ تھا، مرد تو مرد عورتوں کی دینداری، عبادت گزاری، شب بیداری، ذکر و تلاوت کے قصے اور ان کے معمولات اس زمانہ کے پست ہمتوں کے تصور سے بلند ہیں۔ گھر میں بی بیاں عام طور پر نوافل میں اپنے اپنے طور پر قرآن مجید پڑھتی تھیں اور عزیز مردوں کے پیچھے تراویح نفل میں سنتی تھیں، رمضان المبارک میں قرآن مجید کی عجیب بہار رہتی تھی، گھروں میں جا بجا قرآن مجید ہوتے اور دیر تک اس کا سلسلہ جاری رہتا، عورتوں کو اتنا علم اور ذوق تھا کہ قرآن مجید پڑھ پڑھ کر مزہ لیتیں، نماز میں ایسی محویت اور استغراق تھا کہ بسا اوقات بعض بی بیوں کو گھر میں پردہ کرانے اور کسی حادثہ وغیرہ میں لوگوں کے آنے جانے تک کا احساس نہ ہوتا۔

قرآن مجید مع ترجمہ اردو تفسیر، مظاہر حق، مشارق الانوار، حصن حصین یہ عورتوں کا منتہیانہ نصاب تھا، جس کا خاندان میں عام رواج تھا، اس وقت گھر کے باہر اور اندر کی مجلسیں اور صحبتیں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے قصوں اور چرچوں سے گرم تھیں، ان بزرگوں کے واقعات مردوں اور عورتوں کی زبان پر تھے، مائیں اور گھر کی بی بیاں بچوں سے طوطا مینا کے قصوں کے بجائے یہی روح پرور واقعات سناتیں، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اس قسم کے حالات بیان کرنے کے بعد فرمایا یہ گودیں ہیں جن میں ہم نے پرورش پائی ہے، اب وہ گودیں دنیا میں کہاں سے آئیں گی۔

مولانا کی نانی بی امۃ الرحمٰن جو مولانا مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں اور جن کو خاندان میں عام طور پر "اُمّی بی" کے نام سے یاد کرتے تھے ایک رابعہ سیرت بی بی تھیں، آخر زمانہ میں ان کا یہ حال تھا کہ خود کھانا کبھی طلب نہیں فرماتی تھیں۔ کسی نے لا کر رکھ دیا تو کھا لیا گھر بڑا تھا، اگر کام کی کثرت اور زیادتی مشغولیت کی وجہ سے خیال نہ آیا تو بھوکی بیٹھی رہتیں۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ آپ ایسے ضعف کی حالت میں کیسے رہتی ہیں، فرمایا الحمد للہ میں تسبیحات سے غذا حاصل کر لیتی ہوں۔

خود مولانا کی والدہ محترمہ بڑی جید حافظہ تھیں، انھوں نے قرآن مجید شادی کے بعد حفظ کیا تھا اور ایسا اچھا یاد تھا کہ معمولی حافظ ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا، معمول تھا کہ رمضان میں روزانہ پورا قرآن مجید اور دس پارے مزید پڑھ لیا کرتی تھیں، روان اتنا تھا کہ گھر کے کام کاج اور انتظامات میں فرق نہ آتا بلکہ اہتمام تھا کہ تلاوت کے وقت ہاتھ سے کچھ نہ کچھ کام کرتی رہتیں۔ انھیں ایمان والی بی بی کے اعمال و اخلاق اور طرز زندگی کا نتیجہ تھا کہ

انکی صحبت فیض اثر سے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب جیسے بزرگ ہوئے جن سے مسلمان امت کو بڑا فائدہ پہونچا۔

موجودہ زمانے کے مشہور شاعر ڈاکٹر سر محمد اقبالؒ جن کے اشعار ایمانی ذوق اور درد وسوز میں ڈوبے ہوئے ہیں، جنھوں نے اپنے انھیں اشعار سے اُمت مسلمہ کو نئی زندگی، نیا اعتماد اور درد وسوز عطا کیا ہے، اپنی ساری ترقیوں، بیداریوں، ایمانی ذوق اور درد وسوز کو اپنی والدہ کی تربیت اور پاک باطنی کا نتیجہ سمجھتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میرے اندر ایمان ومحبت کی جو چنگاری ہے وہ میری ماں کی تربیت کا نتیجہ ہے، مجھے جو کچھ ملا ان کی گود اور ان کی تربیت سے ملا۔ یہ دولت ایمان والی ماں کی آغوش تربیت سے ملتی ہے، کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نہیں، وہ کہتے ہیں :۔

مرا داد این خرد پرور جنونے — نگاہِ مادر پاک اندرونے
ز مکتب چشم و دل نتواں گرفتن — کہ مکتب نیست جز سحر و فسونے

باب کرم : از: امۃ اللہ تسنیم

مناجات وسلام کا ایک مختصر مجموعہ دین وادب کا ایک شاہکار
ہر ایک کے پڑھنے کے قابل ۔ قیمت ۳۷ نئے پیسے
مکتبۂ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

نور کے تڑکے میں

سیّد عبد الربّ صوفی

میں نُور کے تڑکے میں جس وقت اُٹھا سو کر — اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے پائے
آتی تھی ندا پیہم جو مانگنے والا ہو — ہاتھ اپنے عقیدت سے آگے مرے پھیلائے
جو رزق کا طالب ہو میں رزق اُسے دونگا — جو طالب جنت ہو جنت کی طلب لائے
جس جس کو گناہوں سے بخشش کی تمنا ہو — وہ اپنے گناہوں کی کثرت سے نہ گھبرائے
وہ مائل توبہ ہو میں مائل بخشش ہوں — میں رحم سے بخشوں گا وہ شرم سے پچھتائے
وہ کشتِ طلب بوئے میں بارشِ رحمت ہوں — میں دیکھ نہیں سکتا کھیتی کوئی مرجھائے
یہ سُن کے ہوئے جاری آنکھوں سے مری آنسو — قسمت سے محبت میں رونا جسے آجائے
اے ابرِ کرم میری سوکھی ہوئی کھیتی ہے — گلزارِ تمنا پر رحمت کی گھٹا چھائے
آقائے گدا پرور سائل ہوں ترے در پر — میں اور تو کیا مانگوں تو ہی مجھے مل جائے

صوفی ہے ترا بندہ غفلت سے ہے شرمندہ
حاضر ہے ترے در پر سر شرم سے نہوڑائے

حکیم ملت، ڈاکٹر سر محمد اقبال رح نے تہذیب حاضر کے جن مفاسد کے خلاف زبان شعر کے ذریعہ جہاد فرمایا انھیں میں نام نہاد آزادیٔ نسواں، مساوات مرد و زن، پردہ شکنی، عُریانی و بے حجابی بھی تھے، جو مغربی تہذیب کی اتباع میں افسوس ہے کہ مسلم اور اسلامی ممالک (صرف دو ایک کو مستثنیٰ کر کے) بھی روز بروز پھیلتے جا رہے ہیں، پاکستان علامۂ اقبال کی زندگی میں عالم وجود میں نہیں آیا تھا، لیکن بہر حال اس کا اولین خاکہ پیش کرنے والوں میں ان کا شمار بھی ہے۔ لیکن ان کے تخیل میں جو پاکستان تھا اُسے آج کے پاکستان سے، جس کا طبقۂ اعلیٰ تہذیب و ثقافت کے نام پر اپنے مغربی اُستادوں سے جو سبقت لے جانے میں کوشاں نظر آرہا ہے، ہرگز کوئی مناسبت نہ تھی۔ آج وہ اگر زندہ ہوتے تو یقیناً اس افسوسناک صورت حال کے خلاف احتجاج کرتے اور اس موضوع پر نہ معلوم کتنے مؤثر و دلنشیں اشعار بے اختیار کہہ چکے ہوتے، لیکن ان کے حین حیات ہی میں معاشرہ کا یہ بگاڑ فرنگیت کے اثر سے اچھا خاصا ظاہر ہو چکا تھا اور اس کے بارے میں انھوں نے

جو کچھ اس وقت فرمایا تھا وہ تعداد میں اگرچہ کم ہے لیکن معنویت کے اعتبار سے وہ بہت وسیع ہے، آئیے ان کے مشہور و معروف شاہکار "ضرب کلیم" کے اُن اشعار کا ایک سرسری مطالعہ کر لیا جائے، جو اس میں "عورت" کے عنوان جلی کے تحت متعدد تحتانی سُرخیوں کے ساتھ درج ہیں۔

"عورت" کے عنوان سے انھوں نے ایک سنجیدہ مزاج فلسفی و مفکر اسلام کی حیثیت سے صرف تین شعروں میں نہایت خوش اسلوبی سے عورت کا صحیح مقام متعین کر دیا ہے اور اس کے شرف و مجد پر بہت جامع و بلیغ انداز میں وضاحت فرمائی ہے ؎

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ — اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی — کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن — اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطوں

یورپ و امریکہ میں آزادیٔ نسواں و مساوات مرد و زن اور دوسرے تہذیبی لوازم کے فروغ کے بعد معاشرت میں جو اختلال و ابتری ہر طرف نظر آرہا ہے اس کے پیش نظر اس زمانہ میں حضرت اقبال نے یہ سوال عقلائے فرنگ اور ان کے مقلدوں کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس کا جواب نہ اس وقت دیا جا سکا اور نہ آج کوئی متجدد مآب دے سکتا ہے۔

کوئی پوچھے حکیم یورپ سے — ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال — مرد بے کار و زن تہی آغوش۔

یورپ و امریکہ کے اعداد بیروزگاری اور اُن عورتوں کے جو طلاق حاصل

کر چکی ہیں، اعداد اس دعویٰ کو کہ جدید تہذیب میں مردوں کی بے کاری اور عورتوں کی تہی آغوشی کتنی بڑھ چکی ہے، بالکل صحیح ثابت کر رہے ہیں۔ "عورت اور تعلیم" کے عنوان سے فرمودۂ اقبال خاص طور سے قابل ملاحظہ ہے۔

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ اُمومت
ہے حضرت انساں کیلئے اس کا ثمر موت

تہذیب حاضر جو اس وقت مادریت کے جذبہ کو فنا کرنے کا سامان مہیا کر رہی ہے، وہ بالآخر خود انسانیت کے لئے باعث موت ثابت ہو کر رہے گی۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت

اُردو میں "نامرد" کا لفظ تو خوب چلا ہوا ہے اس کے جوڑ پر لفظ "نازن" پہلے پہل حضرت اقبال نے ایجاد فرمایا ہے اور واقعی جس علم و تہذیب سے آراستہ ہو کر عورت اپنی نسائیت کے سارے خصائص کو قربان کر دے، پردہ چھوڑ کر باہر نکلنے لگے، لباس میں اس کے عُریانی روز بروز بڑھتی جائے، اور بالوں کی تراش وخراش اور لباس کے اوضاع واطوار وہ بالکل مردوں کے سے اختیار کرے، ولادت اور رضاعت کے جھمیلوں سے جن پر نسل انسانی کے بقا و تسلسل کا دار و مدار ہے، گھبرانے لگے، خانگی زندگی کو چھوڑ کر مردوں کے دوش بدوش ملازمت تجارت سبھی میں گھس آئے، اس کو اس کی "نازنی" کے سوا اور کس لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور اس نام نہاد علم و تہذیب کا جو انجام اسلامی اصلاحی نظر رکھنے والے اہل بصیرت کے نزدیک ہو سکتا ہے، وہ بجز موت کے

اور کیا ہو سکتا ہے۔

بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کیلئے علم و ہنر موت

"عورت کی حفاظت" کے زیر عنوان اس حکیم ملت کے ارشادات جس کے ایک مصرعہ میں الرّجال قوّامون علی النّساء کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے پڑھ لیجئے ؎

ایک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیت زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اُس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

ایک اور قطعہ "مرد فرنگ" کے عنوان سے ترجمانی حقائق پر لاجواب و بے مثال ہے ؎

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا — مگر یہ مسئلۂ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں ہے کچھ اس خرابی میں — گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور — کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

"خلوت" کے عنوان سے اس حکیم ملت کی زبان سے "ہوس جلوت" کے نتائج ملاحظہ ہوں ؎

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے — روشن ہے نگہ آئینۂ دل ہے مکدّر

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر
آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر
خلوت میں خودی ہوتی ہے خودگیر ولیکن
خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسّر

"آزادیٔ نسواں" کے عنوان سے یہ قطعۂ اقبال ملاحظہ ہو۔

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے وہ قند
کیا فائدہ کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادیٔ نسواں کہ زمرد کا گلوبند

دو ہفتے ترکی میں

مولانا ابو الحسن علی ندوی کا ایک دلچسپ اور پُراز معلومات سفر کی روداد جس کے مطالعہ سے ترکی کے حالات سے واقفیت اور اہم شخصیات سے ملاقات ہو جاتی ہے،

بہترین کتابت و طباعت، مجلد۔ قیمت ایک روپیہ ۵۰ نپ

مکتبہ اسلام ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

ماں کی دس نصیحتیں

از:۔ خالدہ خورشید اعظمی

آج سے کوئی ڈیڑھ دو ہزار سال پہلے جب کہ دنیا کو تہذیب و تمدن کی ہوا تک نہ لگی تھی اور خطۂ عرب جو اپنی تہذیب و ثقافت میں دنیا کے ہر ملک سے پیچھے تھا، اسی عرب کی ایک جاہل بدوی عورت نے اپنی ایک لاڈلی بیٹی کو اسکی شب عروسی میں رخصت کرتے ہوئے ایک وصیت کی تھی جو ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہے گی اور اپنی اہمیت اور حقیقت کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ آج کی ترقی یافتہ اور مہذب و متمدن دنیا کی عورتوں کے لئے بہترین اسوہ کا کام دے سکے، میں اس کی افادیت کے پیش نظر اپنی بہنوں کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کرنا ایک کار خیر محسوس کرتی ہوں۔

ای بنیّة! ان الوصیة لو ترکت لفضل ادب لترکت لذلک منک ولکنها تذکرة للغافل ومعونة للعاقل

پیاری بیٹی! اگر وصیت غایت ادب کی وجہ سے چھوڑی جا سکتی تو میں تم کو وصیت نہ کرتی، لیکن یہ غافلوں کے لئے ایک یاد دہانی اور عاقلوں کے لئے ایک مدد و معاون سرمایہ ہے

ولو ان امرأة استغنت عن الزوج لغنی ابویها و شدة حاجتهما الیها لکنت اغنی الناس،

أی بنیة! انك فارقت الجو الذی منه خرجت وخلفت العش الذی فیه درجت، الی وکرلم تعرفیه وقرین لم تالفیه فاحملی عنی عشر خصال تکن لك ذخراً.

الصحبة بالقناعة والمعاشرة بحسن السمع والطاعة والتعهد لموقع عینیه فلا تقع عیناہ علی قبیح، ثم التفقد لوقت طعامه والهدوء عند منامه فان حرارة الجوع ملهبة وتنغیص النوم مغضبة، ثم اتقی مع ذلك الفرح امامه ان کان ترحا. والاکتئاب عنده ان کان فرحا.

اور اگر یہ ممکن ہوتا کہ کوئی عورت شوہر سے بے نیاز رہ سکے، اس بنیاد پر کہ اس کے والدین غنی ہیں اور اپنی بیٹی کی انھیں شدید احتیاج ہے، تو دنیا میں سب سے زیادہ شوہر سے بے نیاز تم ہوتیں۔

لاڈلی بیٹی! آج تم اس فضا کو خیرباد کہنے جا رہی ہو، جس فضا میں تم نے آنکھیں کھولی تھیں اور اس آشیانہ سے رخصت ہو کر جس میں پروان چڑھی ہو، ایک ایسے گھونسلے میں جا رہی ہو جس کو تم جانتی پہچانتی نہیں ہو اور ایسے ساتھی کے ساتھ رہنے جا رہی ہو جس سے تم کو کوئی انسیت نہیں ہے، اس موقع پر میں تم کو دس چیزوں کی وصیت کرنا چاہتی ہوں تاکہ آئندہ تمہارے لئے سرمایہ اور ذخیرہ کا کام دے سکے۔

بیٹی! قناعت شعار بن کر اس کے ساتھ

فان الخصلة الأولی من التقصیر والثانیة من التکدیر وکونی أشد الناس له اعظاما یکن اشدهم لك اکراما۔ واعلمی انك لاتصلین إلی ماتحبین حتی تؤثری رضاہ علی رضاك۔ وهواہ علی هواك فیما احببت أو کرهت واللہ یخیر لك۔

رہنا، اس کی کامل اطاعت فرمانبرداری میں زندگی گزارنا، جن چیزوں پر اس کی نگاہیں پڑتی ہیں ان کا بہت خیال رکھنا کہ تمہاری جانب سے کسی برائی پر اس کی نگاہ نہ پڑے، پھر اس کے کھانے کے وقت کا خیال رکھنا، سونے کے وقت اس کو آرام پہنچانا، کیونکہ بھوک کی حرارت شعلہ بھڑکاتی ہے، اور نیند کی خرابی غیض وغضب کا سبب بنتی ہے۔۔۔ جب وہ غمگین ہو تو اس کے سامنے فرح ومسرت کا مظاہرہ کرنے سے بچو اور جب مسرور وشاداں ہو تو اس کے سامنے رنج وغم اور کبیدہ خاطری کا اظہار نہ ہونے دو، کیونکہ پہلی خصلت ایک بہت بڑی کوتاہی ہے اور دوسری خصلت غارتگر عیش وعشرت ہے، اور اس کی تعظیم وتکریم کرنے میں تم سب سے پیش پیش رہو تاکہ وہ سب سے زیادہ تمہاری تکریم ومدارات کرے اور تم یہ خوب سمجھ لو کہ جو کچھ تم چاہتی ہو وہ اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ تم پسند اور ناپسند ہر صورت میں اس کی خواہش کو اپنی خواہش پر اور اس کی رضا کو اپنی رضا پر ترجیح دو۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ (اس وصیت پر عمل پیرا ہونے میں) تم کو کامیاب کرے۔

———:::———

خواتین اسلام میدان جہاد میں :-

اختری بیگم اہلیہ مولانا عثمان قاسمی

تاریخ اور احادیث سے ثابت ہے کہ اکثر غزوات میں خواتین اسلام نے حصہ لیا ہے اور عام طور سے عورتیں جنگوں میں ساتھ رہتی تھیں جو میدان جنگ سے مجاہدین کے لئے تیر اُٹھا اُٹھا کر لاتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور مجاہدین کے حوصلے بڑھاتی تھیں۔ اسلام پر جان نثار کرنے والی اور فدا ہونے والی سب سے پہلی شہید خاتون حضرت سُمیّہ ہیں، ان کو ابوجہل نے اسلام لانے کے جرم میں برچھی مار کر شہید کیا تھا۔ اور شہادت کا نمبر سب سے پہلے ایک خاتون ہی نے حاصل کیا تھا۔

۳ھ میں اُحد کا معرکہ پیش آیا تھا۔ اس جنگ میں اکثر خواتین اسلام شریک ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہؓ، ام سُلیمؓ، ام سلیطؓ زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور پائنچے چڑھائے ہوئے مشک بھر بھر کر لاتی تھیں حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ مدینہ کی عورتوں میں چادریں تقسیم کیں۔ جب ایک اچھی چادر بچ گئی تو لوگوں نے آپ کی زوجہ حضرت ام کلثوم کے لئے سفارش کی تو آپ نے فرمایا "ام سلیط احق، فانہا تزفر لنا القرب یوم احد"

ام سلیط زیادہ حقدار ہیں، اس لئے کہ وہ غزوۂ اُحد میں ہماری مشکیں سیتی تھیں۔ اسی جنگ اُحد میں جب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند جاں نثار رہ گئے تھے تو ام عمارہ پاس پہونچیں اور آپ کے لئے آڑ بن گئیں، کفار جب آپ کی طرف بڑھتے تھے تو یہ تیر اور تلوار سے مقابلہ کرتی تھیں اور انھیں بڑھنے سے روک دیتی تھیں۔ اس معرکہ میں وہ سخت زخمی ہوئی تھیں۔

غزوۂ احزاب میں عورتوں کو جمع کر کے ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا گیا تھا اور ان کی حفاظت کے لئے حضرت حسان مقرر کر دئے گئے تھے، چونکہ یہ قلعہ بنو قریظہ کی آبادی سے ملا ہوا تھا، اس لئے یہودیوں نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور ایک یہودی تو قلعہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ حضرت صفیہؓ نے خیمہ کی چوب اُکھاڑ لی اور اس زور سے اس یہودی کے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا، پھر سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دیا تاکہ یہودی مرعوب ہو جائیں، یہودیوں کو بھی یقین ہو گیا کہ قلعہ کے اندر فوج موجود ہے اور پھر انھوں نے حملہ کی جرأت نہیں کی۔

غزوۂ اُحد میں حضرت حمزہؓ کی شہادت اور مُثلہ کرنے کا واقعہ سُن کر حضرت صفیہ (جو حضرت حمزہؓ کی بہن تھیں اور انھیں بہت چاہتی تھیں) نے کہا تھا "خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں" (سیرۃ النبی)

جنگ اُحد ہی میں ایک انصاری خاتون کے باپ، بھائی، شوہر تینوں شہید ہوئے، لیکن جب انھیں یکے بعد دیگرے اسکی اطلاع ملتی تو

ہر بار یہی دریافت کرتی تھیں "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کہو"۔ جب آپ کی خیریت کی اطلاع ملی اور پاس آکر چہرۂ انور کو بھی دیکھا تو بے اختیار بول اٹھیں کُلُّ مُصِیبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (آپ کے دیکھنے) کے بعد تمام مصیبتیں ہیچ ہیں اے اللہ کے نبیؐ)

غزوۂ خندق میں حضرت سعد بن معاذؓ کو جب ان کی والدہ نے ہاتھ میں ہتھیار لے کر میدان جنگ کی طرف تیزی سے جاتے دیکھا تو پکاریں "بیٹا دوڑ کر جا تو نے دیر کر دی"۔

آخر اسی جنگ میں ان کی شہادت واقع ہوئی۔ اس لڑائی (غزوۂ خندق) میں رفیدہ ایک خاتون شریک تھیں جو اپنے پاس دوائیں رکھتی تھیں، اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ انھوں نے حضرت سعدؓ کی مرہم پٹی بھی کی تھی۔ لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔

جنگ یرموک جو ۵ رجب ۱۵ھ کو خلافت عمری میں رومیوں کے ساتھ واقع ہوئی تھی اس میں بھی عورتوں نے حصہ لیا تھا اور جنگ میں شریک ہوئی تھیں اور بہت ہی بہادری سے لڑی تھیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کی ماں ہند حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھتی تھیں اور پکارتی جاتی تھیں عضدو الغطفان بسیوفکم۔ امیر معاویہؓ کی بہن جویریہ بھی اس جنگ میں بڑی بہادری اور دلیری سے لڑی تھیں۔

جنگ قادسیہ جو محرم ۱۴ھ میں ایرانیوں سے ہوئی تھی، اس میں بھی عورتوں نے حصہ لیا تھا۔ خنساء جو عرب کی مشہور شاعرہ تھیں، خود

شریک تھیں اور چاروں بیٹے بھی ساتھ تھے، جب لڑائی شروع ہوئی تو انھوں نے بیٹوں سے مخاطب ہو کر کہا:۔

"پیارے بیٹو! تم اپنے ملک کو دوبھر نہ تھے، نہ تم پر قحط پڑا تھا۔ باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ خدا کی قسم جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو اسی طرح ایک باپ کے بھی۔ میں نے تمھارے باپ سے بددیانتی نہیں کی نہ تمھارے ماموں کو رسوا کیا۔ لو جاؤ اخیر تک لڑو"۔ (الفاروق)

بیٹوں پر یہ اثر پڑا کہ ایک ہی کے ساتھ وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے اور بہت زیادہ جواں مردی و بہادری سے لڑے اور یکے بعد دیگرے چاروں شہید ہوئے۔ جب حضرت خنساء کو ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو انھوں نے برجستہ کہا۔ اَللّٰہُ اَکْرَمَنِیْ بِشَہَادَتِہِمْ، اللہ نے ان کی شہادت کے ذریعہ میری عظمت بڑھا دی۔

کلید باب رحمت

از: خیر النساء صاحبہ بہتر

بڑے درد و اثر میں ڈوبی ہوئی مناجاتوں کا مجموعہ جس کے پڑھنے سے بے اختیار آنسو آجاتے ہیں اور دل جذب و سرور میں ڈوب جاتا ہے۔ قیمت ۳۷ نئے پیسے

مکتبہ اسلام ۳۷ کوئن روڈ۔ لکھنؤ

سنیما

از: ابوالمجاہد زاہد

مری ہمدم مری ہمراز اے مری پیاری نسیم اختر
زہے قسمت بہت دن بعد آئی ہو مرے گھر پر

مگر اختر یہ آج آتے ہی آتے کیا تمہیں سوجھا
کہ میرے ساتھ چل کر "مغل اعظم" دیکھ لو زہرا

سنیما دیکھنے کی مجھ کو دعوت دینے آئی ہو
کہ اے اختر مرے دل کو اذیت دینے آئی ہو

اگر آگاہ ہوتیں تم سنیما کی مضرت سے
مجھے دیتیں نہ دعوت فلم بینی کی مسرت سے

بھلائی کا کوئی بھی حکم دو، ٹھکرا نہیں سکتی
مری توبہ۔ سنیما دیکھنے میں جا نہیں سکتی

سنیما کیا ہے پیاری! مدرسہ ہے بیحیائی کا
بہشتِ معصیت اک خوبصورت گھر برائی کا

سنیما شیطنت کی اک نمائش گاہ ہے اختر
سنیما بے حجابی کی نمائش گاہ ہے اختر!

سنیما خیر و تقویٰ سے بنا دیتا ہے بے گانہ
سنیما ہے فجور و فسق کا افسون و افسانہ

سنیما عفت و پاکیزگی کا ایک مقتل ہے
نسائیت کی عظمت کے لئے زہر ہلاہل ہے

سنیما زندگی کو راہ جنت سے ہٹاتا ہے
سنیما "آخرت" کی فکر سے غافل بناتا ہے

مری پیاری سہیلی! میرے دل کی التجا سن لو
مری اختر مرے خاموش اشکوں کی صدا سن لو

خدا جس سے خفا ہو کس لئے وہ کام کرتی ہو
مسلماں ہو کے تم اسلام کو بدنام کرتی ہو

یہ ذوقِ فلم بینی ہے سراسر معصیت کاری
خیالوں کی نگاہوں کی سماعت کی گنہ گاری

نئی تہذیب کے خوش رنگ دھوکے میں نہ آؤ تم
نہ یوں اپنی متاعِ شرم و غیرت کو گنواؤ تم

کرو وعدہ، دل احکام شریعت سے لگاؤں گی
قسم کھالو، سنیما دیکھنے اب میں نہ جاؤں گی

ضرورت کا دن

محمد عروۃ اللہ

حضرت ابوذر غفاریؓ قبیلہ غفار کے اولین اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں، یہ بڑے زاہد لوگوں میں تھے، مال نہ اپنے پاس جمع رکھتے تھے نہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا جمع رکھے، مالدار لوگوں سے ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔ اس لئے حضرت عثمانؓ کے حکم سے ربذہ میں رہنے لگے تھے جو جنگل میں ایک معمولی سی آبادی تھی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کے پاس چند اونٹ تھے اور ایک ناتواں ضعیف چرواہا تھا جو ان کی خبر گیری کرتا تھا، اسی پر گزر تھا۔ ایک شخص قبیلہ بنو سلیم کے خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ تمنا ظاہر کی کہ آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کے فیوض سے استفادہ کروں، میں آپ کے چرواہے کی مدد کرتا رہوں گا اور آپ کی برکات سے فائدہ بھی حاصل کروں گا۔ حضرت ابوذرؓ نے ارشاد فرمایا میرا دوست وہ ہے جو میری اطاعت کرے، اگر تم بھی میری اطاعت کے لئے تیار ہو، شوق سے رہو، کہا نہ مانو تمہاری ضرورت نہیں۔ سلیمی صاحب نے عرض کیا۔ کس چیز میں آپ اطاعت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ جب میں اپنے مال

ین سے کسی چیز کے خرچ کا حکم دوں تو عمدہ سے عمدہ مال خرچ کیا جائے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قبول کیا اور رہنے لگا۔ اتفاق سے ایک دن کسی نے ذکر کیا کہ پانی پر کچھ لوگ رہتے ہیں۔ جو پریشان حال اور غریب و بے کس اور بڑے ضرورت مند ہیں اور کھانے کے محتاج ہیں۔ مجھ سے فرمایا کہ ایک اونٹ لے آؤ۔ میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی عمدہ اونٹ ہے جو نہایت قیمتی نہایت کار آمد ہے اور سواری میں مطیع ہے، میں نے حسب وعدہ اس کو لے جانے کا ارادہ کیا، مگر مجھے خیال ہوا کہ غربا، کو کھلانا ہی تو ہے، اور یہ اونٹ بہت ہی زیادہ کار آمد ہے، حضرت کی اور متعلقین کی ضرورت کا ہے اس کو چھوڑ کر اس سے ذرا کم درجہ کی عمدہ اونٹنی جو کہ اس اونٹ کے علاوہ اور باقی سب سے بہتر تھی لیکر حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا کہ تم نے خیانت کیا، میں سمجھ گیا اور واپس آکر وہی اونٹ لے گیا۔ پاس بیٹھنے والوں سے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی ایسے ہیں جو اللہ کے واسطے ایک کام کریں۔ دو آدمی اُٹھے انھوں نے اپنے کو پیش کیا، فرمایا کہ اس کو ذبح کرو اور ذبح کے بعد گوشت کاٹ کر جتنے گھر پانی پر آباد ہیں ان کو شمار کر کے ابو ذر کا یعنی اپنا گھر بھی شمار کرلو اور سب کو برابر تقسیم کر دو، میرے گھر بھی اتنا ہی جائے جتنا ان میں سے ہر گھر میں جائے۔ انھوں نے تعمیل ارشاد کی اور تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد مجھے بلایا اور فرمایا کہ تو نے میری وصیت عمدہ مال خرچ کرنے کی جان بوجھ کر چھوڑ دی یا بھول گیا تھا۔ اگر بھول گیا تھا تو معذور ہے۔ میں نے عرض کیا کہ بھولا نہیں تھا۔ میں نے اول اسی اونٹ کو لیا تھا، مگر مجھے یہ خیال ہوا

۱۵۵
۵۹۲۹

کہ یہ بہت کار آمد ہے، آپ کو اکثر اس کی ضرورت رہتی ہے محض اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا، فرمایا کہ محض میری ضرورت سے چھوڑا تھا، عرض کیا کہ محض آپ کی ضرورت سے چھوڑا تھا۔ فرمایا اپنی ضرورت کا دن بتاؤں۔ میری ضرورت کا دن وہ ہے جس دن قبر کے گڈھے میں اکیلا ڈال دیا جاؤں گا، وہ دن میری ضرورت اور احتیاج کا دن ہے۔

مال کے اندر تین حصہ دار ہیں۔ ایک تقدیر جو مال کے لے جانے میں کسی چیز کا انتظار نہیں کرتی، اچھا بُرا ہر قسم کا لے جاتی ہے، دوسرا وارث جو اس کے انتظار میں ہے کہ تو مرے تو وہ لے لے اور تیسرا حصہ دار تو خود ہے، اگر ہو سکتا ہو اور تیری طاقت میں ہو تو تینوں حصہ داروں میں سب سے عاجز نہ بن، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ، اس لئے جو مال مجھے سب سے زیادہ پسند ہے اس کو میں اپنے لئے آگے چلتا کروں تاکہ وہ میرے لئے جمع رہے۔

دہلی اور اُسکے اطراف

از: مولانا حکیم سید عبد الحی رح

آج سے ساٹھ ستر برس پہلے مولانا رح مرحوم نے دہلی اور اس کے اطراف کا سفر کیا تھا، اور مشہور علماء و صوفیاء سے نیاز حاصل کیا، مشہور مقامات دیکھے، کتب خانوں کی سیر کی۔ ان سب پر مشتمل ایک روزنامچہ مرتب کیا

قیمت مجلد ———— دو روپے

مکتبہ اسلام - ۳۷، گوئن روڈ - لکھنؤ

بہتا ہوا سیب

اُم جمیلہ، الہ آباد

ایک مسافر نے اثنائے سفر کئی روز کی بھوک پیاس سے بیتاب ہو کر قریب کی ندی سے بہتا ہوا سیب اُٹھا کر کھا لیا، کھانے کے بعد قدم آگے بڑھنے سے خود بخود رُک گئے اور وہیں سرِ راہ کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ خدا معلوم کس کا سیب تھا، کہاں سے بہتا ہوا آیا تھا، میں نے بغیر اجازت کھا لیا، اب کس سے معاف کراؤں، کہاں جاؤں۔ اسی خیال میں متفکر و پریشان چند منٹ سوچتے رہے، پھر کسی ارادے سے چل پڑے، اور ہر راہ گیر سے دریافت کرتے چلے کہ اس ندی میں ایک سیب بہہ رہا تھا، وہ کہاں سے آیا۔ کسی نے بتایا کہ فلاں دیہات میں ایک باغ ہے وہیں سے آیا ہوگا۔ وہ باغ ایک بیوہ کا ہے، سیب کی مالکہ کا پتہ چل جانے سے بہت خوش ہوئے کہ آخرت کی گرفت سے بچ سکوں گا۔

جب اس ضعیفہ کے مکان پر پہنچے اور اپنا حال بتا کر معافی مانگی تو ضعیفہ پر سکتہ کی سی کیفیت طاری ہو گئی، چند منٹ کھڑی سوچتی رہیں اس کے بعد کہا کہ میں ضرور معاف کردوں گی، مگر ایک شرط کے ساتھ۔ مسافر

نے دریافت کیا کہ وہ شرط کیا ہے؟ ضعیفہ نے کہا کہ میری ایک یتیم بچی ہے اس کے ساتھ عقد کر لو تو میں سیب معاف کردوں گی۔

اس انوکھی شرط کے لئے یہ تیار نہ تھے، اس لئے چند منٹ غور کرنے کے بعد اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ اس کے بعد ضعیفہ نے کہا کہ پہلے میری بچی کی حالت سُن لو، اس کے بعد فیصلہ کرو۔ مسافر ہمہ تن گوش اس لڑکی کا حال سُننے لگے۔

ضعیفہ نے کہا کہ میری لڑکی اندھی ہے، بہری ہے، گونگی ہے، لُولی ہے، لنگڑی ہے۔ خوب سوچ سمجھ کر جواب دو، کیا ایسی لڑکی تم کو پسند ہے؟

یہ سُن کر مسافر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور پسینہ آگیا۔ عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئے، کچھ دیر عالمِ اضطراب میں غرق رہنے کے بعد آخری فیصلہ کر لیا کہ آخرت کے عذاب سے دنیا کا عذاب آسان اور بہتر ہے، یہ سوچ کر اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔

ضعیفہ کی خوشی کا ٹھکانا نہ تھا، خدا کا شکر ادا کیا کہ جیسے لڑکے کی مجھے تلاش تھی، جس کے لئے عرصہ سے مجھے فکر تھی، خدا ہی کے بھروسے پر تھی، اس نے اپنی قدرت سے سیب کے بہانہ سے اس کو یہاں پہنچا دیا۔

عقد کے بعد جب اس بزرگ مسافر نے اپنی بیوی کو دیکھا تو حیرت و استعجاب کی انتہا نہ رہی کہ جیسے ماں کی زبانی سنا تھا، اس کے بالکل برعکس پایا۔ حُسنِ صورت سے حُسنِ سیرت بھی ظاہر تھی، عفت، عصمت،

حیا، نیکی، شرافت دولھن کے حُسن ظاہری کو بھی دوبالا کر رہی تھی۔ بیوی کو دیکھ کر ضعیفہ سے اس عجیب تعریف کی وجہ دریافت کی تب اس نے کہا:۔

"بیٹا! جو کچھ میں نے کہا سچ کہا۔ تم کو سُن کر تعجب ہوگا، وہ یہ کہ میری بچی نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں دیکھا جس سے آنکھ گنہگار ہوتی، اس لئے بُرے کاموں سے آنکھ اندھی ہے۔ کانوں سے کبھی کوئی ایسی بات نہیں سُنی جس سے کان گنہگار ہوتے، اس لئے بُری باتوں سے کان بہرے ہیں، زبان سے کبھی کوئی ایسا لفظ نہیں بولی جس سے زبان گنہگار ہوتی۔ اس لئے بُری باتوں سے زبان گونگی ہے۔ ہاتھ سے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ہاتھ گنہگار ہوتے، اس لئے بُرے کاموں سے ہاتھ لُولے ہیں۔ پیروں سے کبھی ایسے قدم نہیں چلی، جس سے پیر گنہگار ہوتے، اس لئے بُرے کاموں سے لنگڑی ہے۔"

اتنا کہہ کر ضعیفہ خاموش ہوگئی تب اس بزرگ مسافر نے سجدۂ شُکر ادا کیا کہ جیسی بیوی کی تلاش تھی، اس سے بہتر خدا نے بخشش دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ "پاک مردوں کے لئے پاک عورتیں ہیں، اور پاک عورتوں کے لئے پاک مرد، خبیث مردوں کے لئے خبیث عورتیں اور خبیث عورتوں کے لئے خبیث مرد۔ ماں کو خدا تعالےٰ کے فرمان پر پورا یقین اور بھروسہ تھا کہ جیسی میری لڑکی ہے ویسا اس کے لئے شوہر عطا فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا، وہ میری محنت کو بھی ضائع نہ کرے گا۔

دیکھا آپ نے عجیب دولھن کو! اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو ایسی بیٹی اور ایسی بیوی عطا فرمائے۔

اب آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ میاں بیوی کون تھے؟ امام زمانہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین تھے، جن کے علم سے ساری دنیا سیراب ہو رہی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ سیراب ہوتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان ماؤں کو نیک ہدایت دے کہ وہ اپنی آل اولاد کی اچھی تربیت کریں، علم دین اور تہذیب اسلام سے واقف کریں اللہ رسول کی محبت کا شیدائی بنائیں تاکہ بچے مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں دین داری، شرافت، انسانیت دیکھ کر رشتے قائم کریں تاکہ لڑکے اور لڑکیاں اپنے دین و دنیا دونوں بنا سکیں۔

اب سے پہلے جب کہ نئی تعلیم، نئی تہذیب کا دَور نہ تھا، اس وقت بھی شادیاں ہوتی تھیں۔ ان شادیوں کے اغراض و مقاصد کچھ اور ہوتے تھے، یہ عیش پرستی، اظہار حُسن، آزادی، بے راہ روی سے معاشرے کو برباد کرنا نہ تھا، لڑکیوں کو حُسن سیرت کے جوہر بنائے جاتے۔ حُسن اخلاق سے آراستہ کیا جاتا، بھلائی اور بُرائی کا فرق بتایا جاتا امور خانہ داری سے واقف کیا جاتا، زندگی بسر کرنے کا سیدھا اور سچا راستہ بتایا جاتا، اللہ رسول کی اطاعت کا شیدائی بنایا جاتا، جیسی لڑکیوں کی تربیت ہوتی ویسا ہی داماد تلاش کیا جاتا۔

آج نئی تعلیم اور نئی تہذیب کے دَور میں جو کچھ ہو رہا ہے ـــ وہ

آنکھوں کے سامنے ہے۔ آج لڑکیوں کو جیسی تعلیم دی جا رہی ہے، اور جیسی تہذیب سے سنوارا جا رہا ہے ویسا ہی داماد بھی تلاش کیا جاتا ہے، نئی تعلیم کی ڈگری زیادہ سے زیادہ ہو۔ چاہے لڑکا خود جیسا ہو، اسکی کچھ پرواہ نہیں، زیادہ سے زیادہ آمدنی ہو، خواہ کیسی ہی ہو، داماد لڑکی کا تابعدار ہو، چاہے جتنے فتنے فساد برپا ہو جائیں۔

ملت اسلامیہ کا ایک مقبول ترین دینی ترجمان
ماہنامہ نظام کانپور
زیر سرپرستی حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی دامت برکاتہم
جو ملک کی اس ناسازگار فضا میں مایوس دلوں کو اعتماد و یقین اور زندگی کا پیغام دے رہا ہے اور اسلام پر کئے گئے حملوں کا دفاع اور اعتراضات کا تسکین بخش جواب پیش کر رہا ہے
اسی لئے: اسے ہند و پاک کے اہل دل عارفین، مشاہیر علماء، اور مذہبی و سیاسی رہنماؤں کا تعاون حاصل ہے۔
مستقل عنوانات
(۱) ارشادات رسول کی تشریح (۲) فقہی مسائل۔ باب الاستفسار
(۳) تزکیۂ نفس و اصلاح باطن کے مجرب اصول (۴) صحابہ کی پیاری کہانیاں (۵) اسلاف کے روشن کارنامے
(۶) ادبیات۔ تنقید۔ نظمیں۔ (۷) خصوصی مضامین۔ عورتوں بچوں کیلئے
زر سالانہ چار روپے
نمونہ مفت
(منیجر)
دفتر ماہنامہ "نظام" کرنیل گنج کانپور

حورِ جنت

حضور سہسوانی

جو محافظ ہو اپنی عصمت کی ۔۔۔ مالکہ ہو جو اچھی خصلت کی
قدرداں ہو جو اپنی عزت کی ۔۔۔ ہے وہ خاتون حورِ جنت کی

ماہ پارہ بھی ماہ رُو بھی ہو ۔۔۔ نیک طینت بھی نیک خو بھی ہو
دھوم ہو جس کے حسن سیرت کی ۔۔۔ ہے وہ خاتون حورِ جنت کی

اچھے اوصاف کی جو مالک ہو ۔۔۔ جو رہِ دلبری کی سالک ہو
اور تصویر ہو محبت کی ۔۔۔ ہے وہ خاتون حورِ جنت کی

جان شوہر پہ جو چھڑکتی ہو ۔۔۔ اور بچوں کو پیار کرتی ہو
ہو پرستار جو محبت کی ۔۔۔ ہے وہ خاتون حورِ جنت کی

میکے والوں کو جو کہ پیاری ہو ۔۔۔ ساری سسرال جس پہ واری ہو
دھوم ہو جس کے حسن عادت کی ۔۔۔ ہے وہ خاتون حورِ جنت کی

نام اللہ کا جو لیتی ہو ۔۔۔ ہر سوالی کو بھیک دیتی ہو
ہاں جو پابند ہو شریعت کی ۔۔۔ ہے وہ خاتون حورِ جنت کی

جو ہراساں نہ ہو مصیبت میں — مسکراتی ہو جو مسرت میں
ایک تصویر ہو قناعت کی — ہے وہ خاتون حور جنت کی
قوم پر جاں نثار کرتی ہو — ملک سے اپنے پیار کرتی ہو
ہو جو ہمدرد قوم و ملت کی — ہے وہ خاتون حور جنت کی

ایسی خاتون ایک رحمت ہے
ایسی خاتون ایک نعمت ہے
کیجئے قدر ایسی عورت کی
ہے وہ خاتون حور جنت کی

حسنِ معاشرت

مرتبہ: محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر۔ والدہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

مسلمان لڑکیوں کو سبقاً سبقاً پڑھانے کی کتاب۔ میکہ سے سسرال تک کام آنے والے مسائل اور ہدایات کا ایک بہترین مجموعہ بچوں کی بیماریاں ان کا علاج، شب و روز کے معمولات پر مشتمل ایک مختصر لیکن کامیاب کتاب۔ قیمت ۶۲ نئے پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام، ۳۷۔ گوئن روڈ لکھنؤ

نیک دُلہن

انور فاروقی

حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ اپنے زمانے کے بڑے بزرگ اور شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، آپ کی ایک بیٹی تھی۔ شاہ کرمان نے اپنے بیٹے کے لئے اس کے ساتھ نکاح کی درخواست کی، اس درخواست پر غور کرنے کے لئے آپ نے تین دن کی مہلت مانگی۔ ان تین دنوں میں آپ نے مسجدوں کا چکر لگایا۔ آخری روز آپ نے ایک مسجد میں ایک درویش کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، جب وہ درویش نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے اپنی بیٹی کی شادی کی درخواست کی۔ درویش نے جواب دیا۔ "میرے محترم! میں مفلس ہوں، اور میرے پاس صرف تین درہم ہیں۔ میں شادی کہاں کر سکتا ہوں"۔ آپ نے جواب دیا "صرف تین درہم جو تمھارے پاس ہیں، ان تینوں درہموں میں ایک درہم کی شیرینی، ایک کا مہر اور ایک خوشبو کے لئے استعمال کرو۔ غرض انھوں نے اپنی بیٹی کی شادی اس درویش سے کر دی۔ جب ان کی بیٹی اس درویش کی جھونپڑی میں داخل ہوئی تو اس نے وہاں ایک خشک روٹی کو ایک پیالے میں پڑی ہوئی دیکھ کر پوچھا کہ "یہ روٹی کیسی ہے؟"۔ شوہر نے جواب دیا۔ "یہ روٹی کل کی بچی ہوئی ہے اور آج رات کے لئے رکھی ہے"۔ نئی نویلی دُلہن یہ حالت دیکھ کر بہت گھبرائی اور اپنے باپ کے گھر

جانے کے لئے اجازت مانگی ۔ درویش نے دُلھن سے کہا۔ میں پہلے ہی سمجھتا تھا کہ ایک شاہی خاندان کی لڑکی کا نباہ مجھ جیسے مفلس سے نہیں ہوسکتا۔" لیکن دُلھن نے جواب دیا۔ "میرے سرتاج! میں آپ کی مفلسی سے گھبرا کر نہیں جا رہی ہوں بلکہ آپ کے ایمان کی کمزوری کے باعث جا رہی ہوں۔ کیوں کہ آپ نے کل کی روٹی آج کے لئے رکھ چھوڑی ہے میرے باپ پر سخت تعجب ہے کہ انھوں نے بیس سال تک میری شادی اس لئے نہ کی کہ ایک پرہیزگار اور ایماندار شخص سے ہوگی۔ لیکن جب شادی ہوئی تو آپ جیسے شخص سے ہوئی جو اس رزاق پر رزق کا بھروسہ نہیں رکھتا۔"

یہ سُن کر درویش کو بہت تعجب ہوا۔ انھوں نے پوچھا کہ اب اسکی تلافی کیوں کر ہوسکتی ہے؟"

دولہن نے کہا۔ میرے سرتاج یا تو اس گھر میں اس روٹی کے ٹکڑے کو رکھو یا مجھ کو ـــــ چنانچہ درویش نے فوراً اسی وقت اس روٹی کو خیرات میں دے دیا

دُعائیں از:- مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
قرآن وحدیث کی جامع دعائیں مختلف اوقات میں پڑھی جانے والی ماثور دعائیں۔ آخر میں اذکار مسنونہ بھی شامل ہیں۔ (جیبی سائز)
قیمت ـــــ آٹھ آنے
مکتبۂ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

ماہ صیام کا خیر مقدم

از:- حافظ محمد عبد السمیع

مومن کے حق میں زیست کا پیغام آگیا
تسکین روح، قلب کا آرام آگیا
دورِ بہار گلشن اسلام آگیا
پھر ماہِ محترم بصد اکرام آگیا

دامن میں اک خزینۂ رحمت لئے ہوئے
شان ووقار و عظمت و شوکت لئے ہوئے
اپنے جلو میں یُمن و سعادت لئے ہوئے
پھر ماہِ محترم بصد اکرام آگیا

نور یقین و جلوۂ عرفاں لئے ہوئے
ساتھ اپنے اک تجلّیِ ایماں لئے ہوئے
باغ جہاں میں فصل بہاراں لئے ہوئے
پھر ماہِ محترم بصد اکرام آگیا

اب ہر طرف ہے ورد خدا کے کلام کا
ہے نغمہ ہر زباں پہ درود و سلام کا
یہ رتبہ بلند ہے ماہِ صیام کا
پھر ماہِ محترم بصد اکرام آگیا

اولیاء اللہ کی بیبیاں

مولانا عبدالسلام قدوائی

ہندستان کے ایک نامور بزرگ گزرے ہیں، جن کا نام حضرت شیخ حمید الدین ناگوری تھا، وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے خلیفہ تھے، خواجہ صاحبؒ بہت عزیز رکھتے تھے، آپ کے خلفاء میں حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ ہیں، ان کے محامد و اوصاف اور فضائل و کمالات محتاج بیان نہیں، ہندستان کے بزرگوں پر سرسری نظر رکھنے والے بھی حضرت شیخ حمید الدین کے بلند مرتبہ سے واقف ہیں، انھوں نے جس بلند کردار اور علو اخلاق کا نمونہ پیش کیا، وہ ان کی جیسی ہستی کے شایان شان تھا لیکن شاید یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہو کہ حضرت شیخ حمید الدینؒ کی بیوی بھی بہت بڑی باکمال تھیں، بعض اوقات ان کی ہمت نے شیخ کی ہمت افزائی کی اور ناسازگار حالات کے باوجود فقر کے شان استغناء میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔

شیخ حمید الدین بڑے قناعت پسند تھے، اکل حلال کی اس درجہ فکر تھی کہ امراء اور سلاطین کے عطیات قبول کرنے سے احتراز کرتے تھے، تھوڑی سی زمین تھی، اس میں کاشت کرتے تھے، زمین بہت کم تھی، اس لئے پیداوار کم ہوتی تھی، طبیعت میں بنی نوع انسان کی ہمدردی بے حد تھی، مہمان نوازی اور

اہل حاجت کی حاجت روائی کی ہمہ وقت فکر رہتی تھی، آمدنی کم مصارف زیادہ، نتیجہ یہ تھا کہ بڑی عسرت اور تنگ دستی سے بسر ہوتی تھی۔ آئے دن فاقہ ہوتا تھا، کپڑے بھی حسب ضرورت مشکل سے فراہم ہوتے تھے، کبھی کبھی نوبت یہاں تک پہونچ جاتی تھی کہ مسلسل فاقے سے دن گزرتے تھے، تن ڈھانکنے کو کپڑا تک مشکل سے میسر ہوتا، پیوند پر پیوند لگے ہوتے لیکن اس تنگدستی کے باوجود قناعت کا یہ عالم تھا کہ کسی شخص کی امداد قبول کرنے سے طبیعت کو سخت تنفر تھا۔

ایک مرتبہ خاص طور سے حالات پریشان کن تھے اور کھانے کپڑے کی شدید تکلیف تھی، ستر پوشی کے لئے صرف ایک لنگی تھی، اس پر بھی بے شمار پیوند لگے ہوئے تھے، بیوی صاحبہ کے سر پر جو دوپٹہ تھا، اس کا حال لنگی سے بھی بدتر تھا، اس پریشانی اور تنگ دستی کے زمانہ میں بادشاہ کی طرف سے ایک بڑی رقم پہونچی، قاصد جب اشرفیوں کی تھیلی اور ایک معقول جاگیر کا پروانہ لے کر شیخ کی خدمت میں پہنچا تو شیخ اپنے گھر تشریف لے گئے اور بیوی کو یہ مژدہ سنایا، یہ ایسا موقع تھا کہ بیوی کو غیر معمولی مسرت ہونی چاہیے تھی، کیونکہ کسی قسم کی طلب اور جد و جہد کے بغیر خود اتنی بڑی رقم ان کے پاس پہونچ گئی تھی، لیکن انھوں نے اس موقع پر غیر معمولی صبر و قناعت کا اظہار کیا، انھوں نے جو فقرے شاہی عطیہ کی خبر سن کر زبان مبارک سے ادا کئے، وہ فقر و قناعت کی دنیا میں بے مثال ہیں اور اس قابل ہیں کہ سنہرے حروف سے لکھے جائیں، نازک موقع پر جب فقر و تنگدستی سے قدم لڑکھڑا رہے ہوں، بیوی صاحبہ کے یہ فقرے صبر و استقامت

کی غیر معمولی ہمت دلائیں گے۔ فرمایا:۔

"آپ سالہا سال کے فقر و قناعت کو ضائع نہ کیجئے، میں نے دو سیر سوت کات لیا ہے اس سے آپ کا تہبند اور میرا دوپٹہ تیار ہو جائیگا۔"

بیوی کے اس جذبۂ قناعت اور عزم و استغنا کے بعد شاہی رقم اور پروانۂ جاگیر کے قبول کرنے کی کیا ضرورت تھی، قاصد شکریہ کے ساتھ واپس کر دیا گیا۔

اس سلسلہ میں ایک اور خاتون کا بیان بھی لائق تحریر ہے۔ حضرت حاتم اصم ایک مشہور بزرگ تھے، ایک مرتبہ انھیں کچھ عرصہ کے لئے باہر جانے کی ضرورت ہوئی، جب روانگی کا قصد پختہ ہو گیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:۔

"میں کل چند دنوں کے لئے یہاں سے باہر جانے والا ہوں، بتاؤ تمھاری ضروریات اور سامان خورد و نوش کے لئے کس قدر انتظام کروں۔"

بیوی صاحبہ نے اس سوال کے جواب میں کہا وہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے فرمایا:۔

"آپ کو جتنے دنوں میری زندگی مطلوب ہو اتنے دنوں کے لئے خورد و نوش کا سامان رکھ جائیے۔"

حضرت حاتم اس جواب سے سخت متحیر ہوئے اور فرمایا۔ "بیوی یہ کیا کہتی ہو؟ کیا تمھاری زندگی میرے اختیار میں ہے؟"

بیوی صاحبہ نے جواب دیا۔ "تو کیا میرا رزق آپ کے ہاتھ میں ہے جو رزق آپ کی موجودگی میں دیتا تھا وہی آپ کے بعد دے گا۔ آپ اگر

یہاں موجود نہ ہوں گے تو اس سے کیا حرج ہوگا، جو رزق عطا فرماتا ہے وہ تو کہیں نہیں جا رہا ہے، وہ ہمیشہ موجود رہے گا، پھر آپ کو میرے لئے فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے، اللہ رزاق ہے اب بھی وہی کھلاتا ہے وہ آئندہ بھی وہی کھلائے گا۔"

ایک اور خاتون کا حال سُنئے:۔

ایک رات وہ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھی سوت کات رہی تھیں ابھی یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ ان کے مکان کے پاس سے شاہی جلوس گزرا بادشاہ کی سواری کے ساتھ بہت سی قندیلیں اور مشعلیں تھیں، ان کی روشنی سے گرد و پیش کا سارا رقبہ منور ہو گیا، ان کی چھت پر بھی خوب روشنی پھیل گئی، وہ بدستور اپنے کام میں مصروف رہیں اور سوت کاتتی رہیں، بعد کو انھیں خیال ہوا کہ شاہی آمدنی کا کچھ اعتبار نہیں، بہت سے ناجائز طریقوں سے روپیہ حاصل کیا جاتا ہے۔ شاہی جلوس کی روشنی اس مشتبہ رقم سے کی گئی ہے، اس روشنی میں جو سوت کاتا گیا ہے، وہ ناجائز مشتبہ روشنی میں کاتا گیا ہے وہ پاک کیوں کر ہو سکتا ہے، اس خیال نے انھیں بے چین کر دیا اور جب تک کہ سارے سوت سے دست بردار نہیں ہو گئیں چین نہیں آیا، امام احمدؒ نے ان کا حال سُنا تو ان کی اس احتیاط پسندی سے سخت متحیر ہوئے۔

ایسی ہی خواتین تھیں جن کی بلند ہمتی سے مردوں کی ہمت افزائی ہوتی تھی اور زندگی کے نازک لمحوں میں ان کے لڑکھڑاتے ہوئے قدم جم جاتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ گھر کے اندر جب تک اس عزم و حوصلہ کی عورتیں نہ ہوں باہر مردوں سے ایثار و استغنا کا ظہور ناممکن ہے۔

ایک حقیقت

مشاہیر اسلام اور بزرگان دین کی سیرت کا مطالعہ حرارت ایمانی اور جذبۂ عمل کے ساتھ ساتھ انسانیت کے بہی خواہوں کو اعلیٰ کردار اور صحیح فکر بھی بخشتا ہے۔ آپ کے لئے، آپ کے بچوں اور مستورات کے لیے مشاہیر اسلام اور بزرگان دین کے حالات میں کتابیں تیار کرائی گئی ہیں جن کی زبان آسان، عبارت واضح، خط صاف، طرز بیان سادہ، مضامین صحیح اور مستند ہیں۔ ۲۸ کتابوں کا سٹ آٹھ روپے ۱۱ آنے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ تعلیمات اسلام، ۳۸۔ امین آباد پارک، لکھنؤ

کامیاب نصاب

:- مرتبہ حکیم شرافت حسین رحیم آبادی

مسلمان بچوں اور بچیوں کو دین کی تعلیم دینے نیز اردو سکھانے کے لئے آسان سلیس و شیریں زبان میں بچوں کے ذوق اور فطرت کے عین مطابق، بچوں کے دل و دماغ کو نور توحید سے منور، محبت رسول اللہ صلعم سے سرشار اور صحابہ کرام کی حیات مبارک سے واقف کر دینے والا، ان کے دلوں میں اسلامی عقائد و تعلیمات کو رچا اور بسا دینے والا اور بنیادی دینی علوم سے مالا مال کر دینے والا، ایک جامع نصاب۔ علمائے کرام اور ماہرین تعلیم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس سے بہتر اور مؤثر نصاب بچوں کے حق میں تجربے میں نہیں آیا۔

اچھا قاعدہ ۳ر • اللہ کے رسولؐ ۲ر • حضرت ابوبکرؓ ۲ر • حضرت عمرؓ ۲ر • حضرت عثمانؓ ۲ر • حضرت علیؓ ۲ر • حضرت خدیجہؓ • حضرت عائشہؓ • حضرت سودہؓ • اچھی باتیں حصہ اول ۸ر دوم ۸ر سوم ۲ر چہارم ۸ر پنجم ۸ر ششم ۱۲ر

ملنے کا پتہ

مکتبۂ دین و دانش، مکارم نگر، لکھنؤ

ترجمے

خونخوار درندہ

ڈاکٹر سعید رمضان

مشہور بزرگ اور عارف حضرت ابراہیم ادہمؒ کا واقعہ ہے کہ وہ ایک روز پہاڑ کی چوٹی پر ایک راہب کی عبادتگاہ میں گئے، غار کے قریب پہونچ کر راہب کو آواز دی، لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ دوبارہ آواز دی لیکن اسکے جواب میں بھی خاموشی رہی۔ تیسری بار انھوں نے کہا قسم اسکی جس نے تم کو یہاں روک رکھا ہے مجھ کو جواب دو، یہ سُن کر راہب نے اپنی عبادت گاہ سے سر نکالا اور کہا کہ اتنا شور ہنگامہ کیوں کر رکھا ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے مجھ کو راہب کہہ کر پکارا، حالانکہ میں راہب نہیں ہوں۔ ابراہیم ادہمؒ نے پوچھا تو پھر تم کون ہو؟

اس نے کہا کہ میں ایک جیلر ہوں۔ میں نے ایک خونخوار درندہ کو قید کر رکھا ہے۔ جب اس نے ابراہیم ادہم کو حیرت میں دیکھا تو بولا کہ دراصل میں نے اپنی زبان کو قید میں کر رکھا ہے، اگر میں اس کو آزاد کر دوں تو یہ لوگوں کو چیر پھاڑ ڈالے۔

یہ واقعہ خواہ پیش آیا ہو یا نہ آیا ہو، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ

اسمیں ایک اہم حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، زندگی اور اسلام کی ایک بڑی حقیقت، وہ ہے زبان کی اہمیت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا ہے وھل یکبُّ الناس علی وجوھھم فی النار الاحصائد السنتھم (ترجمہ) اور نہیں گرائے جائیں گے لوگ اپنے مُنھ کے بھل آگ میں مگر اپنی زبان درازیوں کی وجہ سے) اور ایک مرتبہ فرمایا ان اللہ تعالی عند لسان کل قائل فلیتق اللہ ولینظر ماذا یقول (ترجمہ۔ بیشک اللہ ہر کہنے والے کی زبان کے پاس ہے پس بولنے والے کو چاہیئے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے بول پر نگاہ رکھے)

آپ نے صحابہ کرام کی زبان کی حفاظت اور نظم وضبط کی عملی تربیت فرمائی تھی اور اُن کو یہ ڈرانے والی وعید سُنائی تھی۔

ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ من رضوان اللہ لایظن انھا تبلغ مابلغت یکتب اللہ لہ بھا رضوانہ الی یوم یلقاہ وان الرجل لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ لایظن انھا تبلغ ما بلغت یھوی بھا فی جھنم سبعین خریفا (ترجمہ:۔ بعض اوقات آدمی خدا کی خوشنودی کا کوئی کلمہ زبان سے نکالتا ہے اس کو خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ بات اتنی دور تک پہونچے گی اور اسکی وجہ سے اس کو قیامت تک اللہ کی رضا حاصل ہوتی رہے گی اور بعض اوقات آدمی خدا کی ناراضگی کی کوئی بات زبان سے نکالتا ہے تو اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ بات اس کو

یہاں تک پہونچائے گی کہ اسکی وجہ سے وہ ستر سال جہنم میں گرتا رہے گا)

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید (ترجمہ:- اور نہیں نکالتا زبان سے کوئی بات مگر یہ کہ اس کے پاس ایک سخت نگراں موجود رہتا ہے) ہم اس آیت کو پڑھتے ہیں اور بہت آسانی کے ساتھ کچھ اثر لئے بغیر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہی ایک آیت اگر ہم اس کا صحیح مفہوم سمجھیں تو اس خونخوار درندہ کو قید کرنے کے لئے بالکل کافی ہے، جس کا ذکر راہب کے واقعہ میں ابھی ابھی گزرا ہے، اگر یہ آیت بروقت ہمارے پیش نظر رہے تو یہ خونخوار درندہ ہمارے قبضہ میں رہ سکتا ہے۔

آخر میں اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ زبان کی سب سے بڑی بُرائی کسی کی عزت و آبرو اور وقار کو مجروح کرنا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک پستہ قد عورت کا ذکر کرتے ہوئے اس کے قد کا کچھ نامناسب انداز میں حوالہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا۔

"تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر میں پڑجائے تو پورے سمندر کو آلودہ کردے"۔ حالانکہ یہ اسکی عزت و آبرو کی کوئی بات نہ تھی۔

اے لوگوں کی عزت و آبرو سے کھیلنے والو اس خدا سے ڈرو جو تمہاری زبانوں کے پاس ہے اور تمہاری ہر بات سُنتا ہے۔

(المسلمون)

جن پہ سب کو ناز ہے

ترجمہ: سعید الاعظمی

اُستاذ علی طنطاوی

آج سے چودہ سو برس پہلے سرزمین عرب میں ایک ایسی خاتون پیدا ہوئیں، جنھوں نے دنیا کے سامنے یہ بات ثابت کردی کہ عورت بھی مرد کے مقابلہ میں علم و ادب اور دین و ثقافت کے اعلیٰ مدارج طے کرسکتی ہے، وہ منصب اُستاذیت پر فائز ہو کر مردوں کو علم و دین کا درس دے سکتی ہے، اور سیاست و حکومت میں ایسے فہم و تدبر کی مالک ہوسکتی ہے کہ دانشوران سیاست اس کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے پر مجبور ہوں، وہ تاریخ کو ایک ایسا عظیم تحفہ دے کر جاسکتی ہے جو ہر زمانے میں قابل فخر و عظمت شمار کیا جائے۔

آپ کو یہ سُن کر تعجب ہوگا کہ یہ خاتون جن کا ذکر کرنے ہم جارہے ہیں کسی یونیورسٹی کی سند یافتہ نہیں تھیں، ان کے زمانے میں تو یونیورسٹی اور یہ بڑے بڑے کالج ہوتے بھی نہیں تھے، لیکن انھوں نے اپنے علم و ادب کے جو نقوش چھوڑے وہ تاریخ کے صفحات پر اس طرح ثبت ہوئے کہ آج بڑی بڑی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے شعبۂ اسلامیات میں

لازمی مضمون کے طور پر پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں، ان کے فتاوی علماء اور فقہاء کے لئے مشعل راہ ہیں، جن کی روشنی میں آج بھی فتوے نافذ ہوتے ہیں اور فیصلے کئے جاتے ہیں، ان کے روشن کارنامے عرب اسلام کی تاریخ پڑھنے والے ہر طالب علم کا موضوع سخن ہیں۔

آپ کو خیال آرہا ہوگا کہ آخر یہ کونسی خاتون ہیں جن کے یہ اوصاف ہیں اور جن کو اسلامی تاریخ میں اتنا بلند مقام حاصل تھا مگر ذیل کی سطریں آپ پر خود واضح کردیں گی کہ یہ کون ہیں؟

بچپن ہی سے ان کو ایسی فضا اور ایسا ماحول میسر آیا جس نے ان کی زندگی کو علم و عمل کا ایک بےنظیر نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا چنانچہ بچپن میں ان کی تربیت کرنے والے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، جوانی میں ان کی ذہنی نشو ونما اور تربیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی، جس کے نتیجہ میں ان کو علم و فضل اور فصاحت و بلاغت کی وہ نعمت ملی جس سے دنیا کی ہر عورت محروم ہے۔

اب آپ نے یقیناً سمجھ لیا ہوگا کہ یہ خاتون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ ایک ایسی خاتون جن میں صفات نسوانی بدرجۂ اتم موجود تھیں، جو شوہر کے لئے بہجت قلب و نظر، اور خاندان کے لئے باعث صد مسرت تھیں، جو عالمہ تھیں، ایسی وسیع النظر کہ علماء آپ سے آکر درس لیا کرتے تھے، اور آپ سے فتوے پوچھتے تھے۔ فصیح اللسان ایسی کہ بڑے بڑے مقررین اور

اور خطیب آپ کے سامنے گنگ تھے۔ آپ اپنی بلند اور عظیم شخصیت کی بنا پر ہر معاملہ میں امامت کا درجہ رکھتی تھیں۔ گھر کا ماحول ہو یا میدان جنگ، سیاست کی بات ہو یا علم و ادب کا ذکر۔ ہر چیز میں آپ اپنی مثال آپ تھیں۔

اسلامی تاریخ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے بعد آپ سب سے زیادہ افضل شمار کی جاتی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی بلندی اور عظمت کے اسباب ایسے ہیں جو سب کو معلوم ہیں، یعنی انھوں نے آپ کی ایسے نازک وقت میں مدد اور غمخواری کی جب ساری دنیا آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو چکی تھی۔ اسی طرح حضرت فاطمہؓ جانِ پدر ہونے کی حیثیت سے دوسری عورتوں کے مقابلہ میں بلاشبہ بلند و برتر ہیں اور ان کی بلندی و فخر کے لئے یہی نسبت کافی ہیں۔

مشہور مؤرخ زرکشی نے اپنی کتاب (الاجابہ) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایسے چالیس مناقب اور فضائل شمار کرائے ہیں، جو دوسری کسی خاتون میں موجود نہ تھے۔ منجملہ ان کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت، مرض وفات میں ان کے حجرۂ مبارکہ میں آپ کا قیام فرمانا۔ پردہ فرمانے کے بعد اسی حجرہ میں آرام فرمانا، ان کے ساتھ قیام کی حالت میں وحی کا نازل ہونا وغیرہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی شان و عظمت ذرا ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی مسئلہ میں اشکال پیش آجاتا تو اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

دریافت کرتے،

فصاحت و بلاغت میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اور اب تک جتنے خلفاء ہوئے ہیں سب کے خطبے اور تقریریں سُنیں، لیکن حضرت عائشہؓ کی زبان سے جتنا بہتر اور جتنا پرشکوہ کلام میں نے سُنا وہ کہیں اور نہیں سُننے میں آیا۔

صبر و تحمل کا یہ عالم تھا کہ کئی کئی دن گزر جاتے اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی، کئی ہفتے اور بعض دفعہ ایک مہینہ کی مدت گزر گئی، مگر گھر میں چولھا نہ جلا، صرف پانی اور کھجور کے چند دانے پر اکتفا فرمائیں، اسکے باوجود کبھی کوئی حرف شکایت زبان نہیں آیا، اور نہ اس کی وجہ سے ذرا بھی رنج و ملال ہوا، بلکہ اسی کے ساتھ سخاوت و فیاضی کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ کسی لڑائی سے ایک لاکھ روپیہ ان کے حصہ میں آیا۔ اس وقت وہ روزے سے تھیں اور فوراً ہی ایک ایک پیسے کو تقسیم کرکے دم لیا، گھر کی خادمہ نے کہا کہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے، اگر آپ نے اس پیسے سے ایک درہم کا گوشت منگالیا ہوتا تو اس سے افطار ہوجاتا۔ فرمایا کہ پہلے سے کیوں نہیں یاد دلایا!

فقر و تنگدستی کی حالت میں کوئی احساس کمتری پیدا ہوا نہ مالداری کی حالت میں کوئی احساس برتری۔ اور جب ان کا دل دنیا سے بے نیاز ہوگیا تو اسکی کوئی فکر نہیں کہ دنیا ان کے قدموں میں آکے گرتی ہو یا پیچھے ہٹتی ہو۔

سب سے نادر صفت جو حضرت عائشہ کے اندر تھی وہ یہ کہ وہ مکمل نمونہ تھیں ایک مسلمان عورت کا، وہ مسلمان عورت کے مزاج، اسکی حوصلہ مندی، اسکی خصوصیات و امتیازات کی ایک جامع تصویر تھیں۔

چنانچہ بیوی ہونے کی حیثیت سے ایک بہترین خاوند کی بہترین بیوی تھیں، اور ہر عورت کا اہم اور پہلا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ بیوی بنے، پھر ماں ہوسکے، اس کے سوا اس کا کوئی اور مقصد نہیں ہے، نہ مال و دولت نہ جاہ و شہرت۔ اگرچہ حضرت عائشہؓ مال و دولت کے اعتبار سے اور جاہ و شہرت کی حیثیت سے، اسی طرح علم و فضل کے اعتبار سے اتنے بلند مقام پر تھیں، جہاں دنیا کی دوسری عورتوں کی رسائی ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت پھر آپ کے حرم مبارک میں داخل ہونا کیا ایسا فخر ہے جو کسی کو حاصل ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں،

ہر عورت کا مزاج ہے کہ اس کے اندر ناز و انداز جو محبت کا لازمی نتیجہ ہے پایا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس صفت نسوانی سے پوری طرح معمور تھیں، اس لئے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ کی سچی محبت کا پورا یقین تھا، ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ مجھ سے کس طرح محبت فرماتے ہیں، کوئی مثال دیجئے، حضرتؐ نے رسی کی گرہ سے مثال پیش فرمائی یعنی ہماری محبت رسی کی گرہ کی طرح مضبوط ہے، اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر دریافت فرمایا کرتی تھیں (بطور مزاح) کہ کہئے گرہ کا کیا حال ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

جواب میں فرماتے کہ وہ بالکل اپنے حال پر قائم ہے۔

محبت کا دوسرا لازمی نتیجہ غیرت وحیا ہے۔ یہ صفت حضرت عائشہؓ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھی، لیکن ایسی غیرت نہیں جو محبت کو بیدار کرنے کے بجائے اس کو فنا کردے، اسکی آگ کو روشن کرنے کے بجائے اس کو بجھادے، بلکہ ایسی حیا جو محبت کو اور زیادہ جِلا بخشے، جو اس میں مزید چاشنی پیدا کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک زبردست عالمہ تھیں، ان کو اللہ نے علم وفراست کی بہت بڑی نعمت عطا فرمائی تھی، علم کے اتنے بلند مراتب ان کو حاصل ہوئے کہ اس زمانے کے بڑے بڑے علما وفقہا آپ سے مختلف مسائل میں مراجعت کیا کرتے تھے، اس لئے یہ سمجھنا کہ علم وادب عورت کے مزاج کے خلاف ہے بالکل غلط ہے بلکہ وہ علم وفضل میں مردوں کی امامت کرسکتی ہے۔

زادِ سفر

مترجمہ:۔ اَمۃ اللہ تسنیم

مقدمہ:۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس و عام فہم ترجمہ زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل اور ایمان و یقین پیدا کرنے کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ، پھر احادیث ہیں قیمت مکمل ہر دو جلد سات روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام، ۳۷۔ گوئن روڈ لکھنؤ

حرم کے پاسباں اُٹھو

ضیغم انصاری لکھنوی

سویرا ہوگیا غفلت سے اے پیر و جوان اُٹھو
خدا کے ماننے والو حرم کے پاسباں اُٹھو

خدا کی بارگہ میں حاضری کا وقت آ پہونچا
مؤذن مسجدوں میں دیتے ہیں بانگِ اذاں اُٹھو

خدا اور مصطفیٰؐ کے رُوبرو ہنگامِ محشر میں
تمہارے کام آئینگے یہ سجدوں کے نشاں اُٹھو

خدا کی مملکت میں اُس سے غافل ہو قیامت ہے
اطاعت سے بدل دو زندگی کی داستاں اُٹھو

یہ چند روزہ حیاتِ دُنیوی کی عشرتیں کب تک
اگر مطلوب ہے تم کو حیاتِ جاوداں اُٹھو

نہیں ہے شان مسلم کی کہ تھک کر راہ میں بیٹھے
بہت باقی ہیں منزل تک ابھی تک امتحاں اُٹھو

فضاؤں میں اُداسی ہے فسردہ ہیں گل و غنچے
بدل ڈالو بہاروں سے یہ آئینِ خزاں اُٹھو

مسلماں بن کے دنیا کو دکھا دو شانِ ایمانی
فضاؤں میں اُڑا دو پرچمِ امن و اماں اُٹھو

خدا کی بندگی کو اپنا فرض اولیں سمجھو
قیامت میں اگر ہونا ہے تم کو کامراں اُٹھو

صلوٰۃ و صوم سے اتنی مسلماں ہو کے بیزاری
نہ چھُٹ جائے کہیں ان غفلتوں میں کارواں اُٹھو

ضرورت ہے کہ تم پھر خالدِ جرار بن جاؤ
زمانے کو دکھا دو جوہرِ عزمِ جواں اُٹھو

ضلالت کے ابھی نام و نشاں باقی ہیں دنیا میں
خدائی میں خدارا بن کے نجمِ آسماں اُٹھو

سہارا اور غیروں کا سہارا تا کجا ضیغم
بنا کے خود کو باغِ زندگی کے باغباں اُٹھو

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ترجمہ و تلخیص :- سعید الرحمٰن ندوی

مصطفیٰ لطفی منفلوطی

سردیوں کی انتہائی ٹھنڈی اور تاریک رات تھی، میں اپنے بستر پر پہونچ چکا تھا اور نیند آرہی تھی کہ اچانک کمرہ کا دروازہ گھر کی خادمہ نے یہ کہتے ہوئے کھٹکھٹایا کہ ایک پریشان حال عورت جس کے کپڑوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت زدہ ہے۔ اسی وقت ملاقات کرنا چاہتی ہے وہ کہہ رہی ہے کہ اس کو آپ سے بہت ضروری کام ہے۔

میں یہ سُن کر چونک پڑا۔ طرح طرح کے خیالات میرے دماغ میں آنا شروع ہوئے اور آخر کار مجبوراً میں اپنا کمبل اوڑھ کر گھر سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے دروازے پر کھڑی ہوئی ہے اور لرزہ براندام ہے، اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ بھائی صاحب! کیا آج دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ایک مجبور و بیکس عورت پر ترس کھائے۔

میں نے کہا تم کون ہو؟

اس نے فوراً اپنا نام و پتہ بتایا اور کہا کہ میں فلاں شخص کی بیوی

ہوں"۔ یہ سُن کر میں حیرت زدہ ہوگیا، میرا حلق خشک ہوگیا، اور میری زبان جیسے گُنگ ہوگئی۔ اس لئے کہ اس نے جس شخص کا نام لیا وہ ایک بہت باعزت، سربلند و باوقار آدمی تھا۔ اس جیسے شوہر کی بیوی کا یہ حال ناقابلِ یقین بات ضرور تھی، مگر میں نے اس سے پھر دریافت کیا کہ بھئی تم کو کیا مصیبت پیش آئی، تمہارے یہاں کس چیز کی کمی ہے، تمہارے یہاں تو ایسے باعزت و باوقار آدمی ہیں، یہ کیا بات ہے کہ تم ایسی حالت میں نظر آرہی ہو۔

عورت نے جواب دیا کہ جناب آپ میری طرف سے بدگمان بالکل نہ ہوں۔ میں بہت زیادہ مجبور ہوکر ایسے وقت میں گھر سے نکلی ہوں، اور اس لئے نکلی ہوں تاکہ کوئی اور مجھ کو نہ پہچان سکے۔ مجھے آپ پر سب سے زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہے، اسی لئے میں آپ کے پاس آئی ہوں۔ آپ یقین مانئے کہ اگر ایسی سخت مجبوری نہ ہوتی کہ میں ایسے نازک اور خطرناک وقت میں آپ کے پاس آؤں ہرگز نہ آتی، لیکن یہ مصیبت بہت بڑی ہے جو مجھ کو آپ تک کھینچ کر لائی ہے وہ بھی ایسے وقت میں۔

اب ذرا اب میری داستان غم سنئے۔

آپ کو غالباً ہماری شادی کی تاریخ یاد ہوگی۔ یہ تین سال پہلے کی بات ہے، آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد نے تمام پیغامات کو ٹھکرا کر ان سے شادی کرنے کو پسند کیا، ان کو کیا علم تھا کہ وہ جس کے ساتھ مجھ کو باندھ رہے ہیں وہ ایسا نکلے گا۔ بہر حال انھوں نے اپنی دانست میں میرے ساتھ خیر خواہی کی

اور ان سے میری شادی کر دی، یہ بظاہر ایک لکھے پڑھے، باعزت خاندان کے فرد تھے۔ شادی ہوجانے کے بعد ہماری ان کی محبت میں برابر اضافہ ہوتا گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ زندگی بھر ہم ایک دوسرے سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہوسکتے، میں نے بھی اپنی ساری محبت اور اپنا سارا جذبۂ اطاعت ان کے قدموں میں ڈال دیا، نہ کبھی خفا ہوئی، نہ کسی بات کا کبھی کوئی شکوہ کیا۔ نہ ان کے مال و دولت میں کوئی غلط تصرف میں نے کیا، یہاں تک کہ کبھی غمگین بن کر ان کے سامنے بھی نہیں آئی کہ مبادا میرے غم سے ان کو تکلیف پہونچے، لیکن ان سب نیکیوں کے باوجود مجھ کو بُرے دن دیکھنے پڑے، اس بے وفا شوہر نے صرف میرے احسانات کی ناشکری نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو اس نے ٹھکرایا، اور بلا کسی سبب کے میرے ساتھ خیانت کی، مجھے یاد بھی نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ کوئی بُرا سلوک کیا ہو، جس کے نتیجہ میں آج مجھے یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑ رہا ہے، لیکن میں نے جہاں تک سمجھا ہے کہ یہ شخص بہت متلون مزاج واقع ہوا ہے اس کو محبت سے عداوت اور عداوت سے محبت کی طرف مائل ہوتے ذرا دیر نہیں لگتی۔

میں نے کہا کہ اس کے بعد کیا حادثہ پیش آیا؟

عورت کہنے لگی کہ میرے والد صاحب بہت کچھ مال و دولت چھوڑ کر مرے اور ان سب کی وارث میں تنہا ہوئی، اس لئے کہ ان کے اور کوئی اولاد نہیں تھی، میں نے سارا مال و متاع لاکر اپنے اسی ظالم شوہر کو دیدیا

اور اس نے اس کو شراب، جوئے بازی اور دوسرے بُرے کاموں میں بالکل برباد کر دیا۔ لیکن جونہی اس کا ہاتھ خالی ہوا، اور فقر و فاقہ کی نوبت پہونچی تو مجھے مارنا پیٹنا شروع کیا اور طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کرنا شروع کیا، اور اکثر یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے ایسی جاہل عورت ملی ہے جس کو نہ تو میں خود سمجھ سکا اور نہ وہ مجھ کو پہچان سکی، اور کبھی کبھی مجھ کو اس طرح طعنہ دیتا کہ "خوش قسمت وہ شوہر ہے جس کو پڑھی لکھی بیوی ملے اور جو اس کے ساتھ علمی اور سیاسی موضوع پر گفتگو کرسکے، اور ہر طرح کے اجتماعی، سیاسی مسائل میں اس کے ساتھ حصہ لے سکے۔" اور آخیر میں تو یہاں تک نوبت پہونچ گئی کہ صاف صاف کہنے لگا:

"کاش مجھے بھی فلاں شخص کی بیوی جیسی بیوی ملی ہوتی۔ اسکی بیوی کتنی ترقی یافتہ ہے، گانے بجانے میں ماہر ہے، رقص و سرود کی بڑی بڑی محفلوں میں وہ حصہ لیتی ہے۔"

یہ سُن کر میں سوچنے لگی کہ شاید اس کے دماغ میں کچھ خلل واقع ہوگیا ہے، ورنہ ایسی بہکی بہکی باتیں نہ کرتا، بھلا ایک پاک دامن، پاکباز، شرمیلی اور نسوانی صفات رکھنے والی بیوی پر ایک ناچنے گانے والی کو کیسے فوقیت دیجاسکتی ہے۔ میرے تعجب اور غصہ کی انتہا نہ رہی۔

اب یہ حال تھا کہ وہ گھر میں آتا تو غصہ سے بھرا ہوا، نہ مجھ سے بات کرتا، نہ میری خیریت اور حال دریافت کرتا، اب اکثر وقت گھر سے باہر ہی گزارتا، لیکن میں پھر بھی صبر و برداشت سے کام لے کر اپنے طریقہ پر قائم رہی۔

ایک دن اچانک معلوم ہوا کہ اس کو اپنے عہدے میں ترقی مل گئی ہے اور کسی دوسرے شہر میں اس کا تبادلہ ہوگیا ہے، بس کیا تھا، اس نے نہ مجھ سے کچھ کہا اور نہ کسی بات کا کوئی تذکرہ کیا۔ سامان سفر باندھ کر مجھے تنہا یہاں چھوڑ خود چلتا بنا اب یہاں نہ تو میرا کوئی دیکھ بھال کرنے والا تھا، نہ کوئی ہمدرد و غمخوار تھا، میں نے بہت صبر کیا اور سوچا کہ شاید وہاں پہونچ کر مجھ کو بُلا لے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا نہ اس نے کوئی خط لکھا اور نہ خرچ کے لئے پیسہ بھیجا۔ مجبوراً میں نے ہی اپنی طرف سے اس کو خط لکھ کر خیریت دریافت کی اور اپنی تکلیف کا شکوہ کیا، مگر اس کا بھی کوئی اثر اس پر نہیں ہوا۔

دن گزرتے رہے اور میری تکلیف حد سے فزوں ہوتی گئی، آخر میں نے ایک دن یہ فیصلہ کرلیا کہ میں خود سفر کر کے اس کے پاس جاؤں گی تاکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کے حالات معلوم کروں۔

میں نے سفر کا فیصلہ کرلیا، اور جب وہاں پہونچی تو قبل اس کے کہ میری اس سے ملاقات ہوتی مجھے ایک واقف کار نے اسکی حقیقت حال سے آگاہ کیا اور اس نے بتایا کہ "تمہارے شوہر نے چند دن پہلے ایک عورت سے شادی کرلی ہے، جو خاصی تعلیم یافتہ ہے، زندگی کے سارے معاملات میں دلچسپی لیتی ہے، گانے بجانے اور رقص و موسیقی کی ماہر ہے"۔

یہ سنتے ہی ایسا صدمہ مجھ پر طاری ہوا کہ میرا جگر پارہ پارہ ہوگیا، میری آنکھوں سے موسلا دھار آنسوؤں کی بارش شروع ہوگئی، میں روتی رہی روتی رہی۔ کوئی مجھے تسلی دینے والا نہ تھا، اور نہ میرے آنسوؤں کو پونچھنے والا

روتے روتے میرا بُرا حال ہوگیا، اور اس یقین سے مجھ کو ذرا صبر حاصل ہوا کہ انشاء اللہ میرے یہ آنسو رائیگاں نہیں جا سکتے۔ عدل الٰہی میرے آنسو کے ایک ایک قطرہ کا محاسبہ کرے گا۔

میں اسی حال میں مبتلا تھی کہ وہ نامراد میرے پاس آیا اور مجھے دھمکیاں دینے لگا، میں نے اس کو اس چھوٹی معصوم بچی کا واسطہ دے کر اس سے رحم کی درخواست کی اور وہ سارے عہد و پیمان اس کو یاد دلائے جو اس نے میرے ساتھ کئے تھے، لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور مجھے دھکے دے کر اس نے نکلوا دیا، میں چار و ناچار اپنے گھر لوٹ آئی۔

گھر پہونچتے ہی میں نے کپڑے اُتارے اور یہ پھٹے پُرانے اور بوسیدہ کپڑے پہن کر آپ کے پاس آئی تاکہ مجھے کوئی پہچان نہ سکے۔ اب میں بالکل تنہا ہوں، اس دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ آپ اس سے مجھے طلاق دلوا دیجئے، میں اب اس کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں رہی اور نہ وہ مجھ کو اپنے ساتھ رکھ ہی سکتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی راہ میرے لئے نکال دیں گے، میں اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔

عورت کی داستان رنج و غم سُن کر مجھے سخت تکلیف پہونچی، میں نے اس سے ہمدردی کرتے ہوئے وعدہ کرلیا کہ میں تمہارے اس معاملہ میں پوری سچائی کے ساتھ غور کروں گا، تم گھبراؤ نہیں اور وہ واپس چلی گئی۔

میں جب اپنے بستر پر واپس آیا تو نیند میری آنکھوں سے غائب ہو چکی

تھی، اور مجھ پر دو طرح کا غم طاری تھا۔ ایک تو یہ کہ عورتوں کی تاریخ میں اس جیسی بد نصیب عورت بہت کم ملے گی، دوسرے یہ کہ جس دوست کو میں نے سالہا سال کی محنت کے بعد اپنا دوست بنایا تھا اور جس پر مجھ کو اعتماد حاصل ہو چکا تھا، وہ چند منٹ میں میری نگاہوں سے بالکل گر گیا اب مجھے وہ ایک خونخوار بھیڑیا نظر آنے لگا۔

اس قصہ کو گزرے ہوئے ابھی ایک ہی سال ہوا تھا، کہ میرے پاس ایک دوسرے دوست کا خط آیا، جس نے مجھ سے اپنی شادی کی مبارکباد کا پیغام نہ پانے کی شکایت کی تھی ـــ اس نے لکھا تھا کہ آپ کو اچھی طرح معلوم ہو کہ وہ فلاں عورت جس کو اسکے شوہر نے چھوڑ کر دوسری عورت سے شادی کر لی تھی ابھی چند دن ہوئے اس نیک نفس، اور پاکباز عورت کو میں نے اپنا چراغ خانہ بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بڑا فضل فرمایا اور مجھ کو ایک ایسی بیوی عطا فرمائی جو صحیح معنوں میں ایک بہترین اور مثالی عورت ہے۔

ہم دونوں نہایت خوشی اور مسرت کی فضا میں زندگی کے دن گزار رہے ہیں اور امید ہے کہ اب ہماری زندگی ہمیشہ اسی فضا میں گزرے گی۔

اور آپ کو شاید یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا کہ میری اس بیوی کا پہلا شوہر جس نے اس کو چھوڑ کر دوسری ایک ترقی یافتہ اور پڑھی لکھی عورت سے شادی کر لی تھی، آج وہ اس کے ساتھ ایسی کوفت اور عذاب میں مبتلا ہو کر زندگی سے بیزار ہو کر موت کی تمنا کر رہا ہے، اور اسکی وجہ سے ایسی مصیبت جھیل رہا ہے جس کا تصور کرنا بھی ہمارے لئے مشکل ہے۔ "النظرات"

انجام بخیر

ترجمہ و تلخیص
سید محمد الحسنی ندوی
ڈاکٹر محمد حاج حسین (حلب۔ شام)

میں اپنے شوہر سے خفا ہو کر اور اپنی بچی وفار کو ساتھ لیکر سسرال سے میکے پہونچ گئی، میکے والوں نے میرے اور اُن کے درمیان مصالحت کی بہتیری کوششیں کیں لیکن میں کسی طرح دوبارہ ان کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ بلکہ نہایت صفائی سے کہہ دیا کہ "مجھے طلاق دلوادو"۔

دوسری طرف اُن کا عجیب عالم ہو گیا تھا، وہ مجھے کسی قیمت پر طلاق دینے کو تیار نہ تھے، جب سے میں انھیں چھوڑ کر میکے آئی تھی اس وقت سے لوگوں نے انھیں کسی وقت خوش نہیں دیکھا۔ میں اچھی طرح سمجھتی کہ وہ مجھے بے انتہا چاہتے ہیں اور ان کے اندر سوائے اسکے کہ وہ شراب کے رسیا ہیں اور کوئی عیب نہیں ہے، اگر یہ کمزوری ان کے اندر نہ ہوتی تو میں بڑی خوش قسمت ہوتی، ان کی یہ لت چھڑوانے کیلئے میں نے بڑی کوششیں کیں لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں، وہ مجھ سے وعدہ تو کر لیتے لیکن چند گھنٹے بھی نہ گزرنے پاتے کہ پھر اس "ام الخبائث" کے دام میں گرفتار ہو جاتے ـــ میں نے بارہا انھیں دھمکی بھی دی

لیکن وہ بھی کارگر نہ ہوئی۔

بالآخر وہ منحوس دن آپہونچا جب وہ بری طرح چڑھائے ہوئے گھر میں داخل ہوئے۔ سُرخ سُرخ آنکھوں سے مجھے گھورنے اور بڑبڑانے لگے۔ اس وقت مجھے جس قدر ذلّت کا احساس ہو رہا تھا وہ بیان سے باہر ہے اور یہ احساس شدید تر ہوتا جاتا تھا کہ اب ان کے ساتھ میرا گزر نہیں ہوسکتا ہے، اسی پریشانی کے عالم میں پوری رات گزر گئی اور میری پلک تک نہ جھپکی۔

صبح ہوتے ہی وہ میرے سامنے سراپا معذرت بن گئے، دین، ایمان، اللہ، اور اس کی کتاب کی قسمیں کھائیں کہ اب کبھی جو شراب کے قریب بھی گئے .... وہ قسموں پر قسمیں کھا رہے تھے، لیکن میرا غصہ بڑھتا ہی جاتا تھا، یہاں تک کہ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، اور میں بے تحاشہ چیخنے لگی۔

—"کیا تم نے اس سے پہلے بارہا اسی طرح قسمیں نہیں کھائی ہیں؟ اب تم تنہا نہیں ہو بلکہ تم شوہر اور باپ ہو گئے ہو، اب بھی تم کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہ ہوگا تو کب ہوگا؟ تم نے محض شراب کے لئے ہم سب کی زندگی کا سکھ چھین لیا ہے.....!"

—"تم بہت ہی ضعیف الارادہ ہو"!

اُنھوں نے چیخ کر کہا— "میں یہ الزام ہرگز نہیں برداشت کر سکتا"۔ بات بہت آگے بڑھ گئی اور ہم دونوں میں نہایت تلخ گفتگو ہونے لگی

میں نے طلاق کی خواہش کی تو انھوں نے بھی دبی زبان سے حامی بھر دی۔ چنانچہ میں اپنے میکے میں آکر طلاق کی تحریر کا بے چینی سے انتظار کرنے لگی، لیکن ان کا غصہ اُتر چکا تھا، اس لئے اب وہ طلاق دینے سے کترا رہے تھے۔

دن پر دن گزرتے گئے۔ اس عرصہ میں ان کی طرف سے مصالحت کی کوششیں برابر جاری رہیں، لیکن میں اپنی ہٹ پر اڑی رہی۔ بالآخر انھوں نے عدالتی چارہ جوئی کی دھمکی دی۔ جب مجھے اس دھمکی کا علم ہوا تو میں پاگلوں کی طرح زور زور سے چیخنے لگی:۔

—"نہیں نہیں، ہرگز نہیں۔ میں مرجاؤں گی مگر ان کی صورت کبھی نہ دیکھوں گی"۔

ایک دن ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، میں نے بڑھ کر ریسیور اٹھایا تو معلوم ہوا کہ کوئی صاحب میرے بھائی سے جو وکیل ہیں کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انھیں بتا دیا کہ بھائی صاحب اس وقت گھر پر موجود نہیں ہیں"۔

میں نہیں کہہ سکتی کہ وہ کون سی خفیہ کشش تھی جس نے مجھے اس شخص سے ذرا طویل گفتگو کرنے پر آمادہ کر دیا، اور پھر اس نے ٹیلیفون پر پھر ملنے کا وعدہ کر کے گفتگو کا سلسلہ منقطع کر دیا۔ میں اس موقع پر نہایت صفائی سے اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اس کے وعدے میں مجھے خواہ مخواہ ایک قسم کی لذت محسوس ہونے لگی تھی، کیونکہ اس نامعلوم شخص کی آواز میں عجیب سی کشش اور شیرینی تھی جو پہلی ہی مرتبہ میرے دل میں گھر کر گئی۔ مجھے اس میں اپنی سوزشِ پنہاں کا مداوا نظر آنے لگا— لیکن پھر مجھے اپنی اس حماقت پر غصہ

آنے لگا۔ آخر میں نے دوبارہ اس سے ٹیلی فون پر ملنے کا وعدہ کیوں کیا؟ کیا یہ طرزِ عمل ایک شریف خاتون کو، جو ابھی تک اپنے شوہر کی امانت ہے، زیب دیتا ہے؟

شام ہوئی۔ بھائی صاحب دفتر سے لوٹ کر آئے، رات کے کھانے پر جب گھر کے سب لوگ جمع ہوئے تو کہنے لگے۔ "ہیفا"

—— "آج تمہارے شوہر سے ملاقات ہوئی تھی اور کہتے تھے کہ خدا کے لئے ہیفا سے کہئے کہ اب میرے حال پر رحم کرے۔۔۔۔"

—— بھائی کی یہ بات سُن کر میرے چہرے پر اُداسی چھاگئی۔ اور میں چیخ کر بولی:۔ اور اس کمبخت شراب کا کیا ہوا ——؟

—— "مجھے پختہ یقین ہے کہ اب اس نے شراب بالکل چھوڑ دی ہے۔"

"آپ کو کیسے معلوم؟"

"میں نے اس کے پیچھے اپنے جاسوس چھوڑ رکھے تھے، جنھوں نے مجھے بتایا کہ اب وہ واقعی تائب ہوگیا ہے

"میں ان تمام نائٹ کلبوں میں گیا جہاں وہ برابر جایا کرتا تھا، لیکن وہ مجھے کہیں دکھائی نہیں دیا، اب وہ اپنے اکیلے گھر میں جاگ کر رات گزارتا ہے۔"

"لیکن میں تو اب ان کے پاس نہیں جاؤں گی۔"

"ہیفا، یہ مناسب نہیں ہے کہ تم پہلے ہی جھونکے میں اپنا گھر ڈھادو۔"

"مجھے ان سے نفرت ہوگئی ہے۔"

کمرے میں مکمل خاموشی طاری ہوگئی ۔ لیکن تھوڑی دیر بعد معلوم نہیں کس طرح میری زبان سے نکل گیا کہ:۔

"آج ایک صاحب نے آپ کو پوچھا تھا۔ بدیع نام بتارہے تھے۔ کیا اب کوئی نیا مقدمہ لائے ہیں"؟

"یہ سب تو مجھے بتایا نہیں، لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپ کے کوئی دوست ہیں۔

"نہیں ۔ میرا اس سے صرف اتنا تعلق ہے کہ میں اس کا وکیل ہوں۔"

بھائی صاحب کچھ دیر کے لئے خاموش ہوگئے۔ پھر بولے:۔

"اب مثال کے طور پر بدیع ہی کو لے لو۔۔ ۔۔ ۔۔ یہ دولتمند ہے لیکن دولت کے بل پر بہو بیٹیوں کی عزت کے درپے رہتا ہے، اس کے مقابلے میں تم اپنے شوہر کو دیکھو وہ بیچارہ چھوٹا موٹا زمیندار ہے لیکن کسی کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ہے۔"

میں نے کہا:"کیا مطلب ہے آپ کا؟"

مطلب یہ ہے کہ بدیع دو مرتبہ شادی کرچکا ہے اور دونوں کو چھوڑ چکا ہے، ہمیشہ مجھ سے کہتا ہے کہ "صاحب میں تو ایک عورت کے ساتھ سال بھر سے زیادہ رہ ہی نہیں سکتا ہوں۔ ہر سال مجھے نئی بیوی چاہیے۔"

یہ سُن کر میرے پیروں تلے سے زمین نکل گئی، لیکن اپنے کو سنبھالتے ہوئے بولی:۔ "وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟

"اس لئے کہ عورت اس کے اعصاب پر سوار ہے۔ بھولی بھالی عورتوں کو شکار کرنا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔"

میں اس سے زیادہ سننے کی طاقت نہیں رکھتی تھی، میری ساری حسین امیدوں پر اوس پڑ چکی تھی۔ میں اس سے ملنے ہی والی تھی، کیسے معلوم کہ بعد کو میرا حشر کیا ہونے والا تھا...؟ میں رات بھر روتی اور گڑگڑاتی رہی، میں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے بدیع کے بارے میں بھائی صاحب کی زبانی حقیقت حال کا علم بخشا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میرا انجام کیا ہوتا؟

دوسرے دن دوپہر کو حسب دستور ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ میں نے ٹیلیفون پر ایک ذلت آمیز نظر ڈالی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر نہایت بیدردی سے پٹخ دیا، اور پیٹھ پھیر کر ... . اپنے شوہر کے گھر کی طرف چل کھڑی ہوئی ———

انھوں نے مجھے اپنے گھر کی طرف آتے دیکھا تو انکی باچھیں کھل گئیں اور جیسے ہی میں نے گھر کے اندر قدم رکھا وہ دیوانہ وار میری طرف لپکے ... انھوں نے قسم کھائی کہ "اب میں ہمیشہ کیلئے شراب سے تائب ہو چکا ہوں"۔ منظر میرے لئے کتنا خوشگوار تھا جب وہ میری ننھی وفا کو اپنے سینے سے چمٹا رہے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

— تم نے مجھے بڑا عبرت آموز سبق دیا ہے جسے میں کبھی نہیں بھولوں گا ...... میں تمھارا بیحد ممنون ہوں کہ تم نے مجھے شراب کے شکنجے سے نجات دلائی...

("العربی")

انتخابات

- ہماری مجلس
- تاثرات و واقعات
- مسائل
- سوال وجواب

میرے زمانہ میں

سرسید احمد خان

میں نے اپنے خاندان میں تین قسم کی عورتوں کو دیکھا ہے، ایک وہ جو ہماری ماؤں اور خالاؤں کی ساتھی تھیں، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سب پڑھنا جانتی تھیں اور چند ان میں سے ایسی تھیں جو فارسی کتابیں بھی پڑھ سکتی تھیں میں نے خود گلستاں کے چند سبق اپنی والدہ سے پڑھے ہیں اور اکثر ابتدائی فارسی کتابوں کے سبق ان کو سنائے ہیں۔

دوسرا گروہ میری ہمعصر بہنوں کا تھا جو گھروں میں تعلیم پاتی تھیں، ان کی تعلیم کا طریقہ میں نے یہ دیکھا کہ رشتہ داران قریب میں سے کوئی معزز، اور آسودہ گھر لڑکیوں کی تعلیم کے لئے منتخب کیا جاتا تھا اور خاندان کی لڑکیاں اس گھر میں پڑھنے کے لئے جمع ہوتی تھیں۔ اس مکان کا ایک ٹکڑا جو ہمیشہ ضلع کی عمارتوں میں سے ایک دالان ہوتا تھا بطور مکتب کے تجویز کیا جاتا تھا، اس میں تخت بچھے ہوتے تھے اور ان پر نہایت صاف فرش ہوتا تھا اور سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں اور اُستانی پڑھاتی تھیں، اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جاکر ان لڑکیوں اور ان کے پڑھنے کے

حالات کی نگرانی کرتی تھیں، کبھی کبھی کوئی رشتہ دار مرد ان لڑکیوں کا بھائی یا باپ یا نانا، خالو آکر ان لڑکیوں کا سبق سنتا تھا، اور کبھی کسی لڑکی کو خود پڑھاتا تھا۔

تیسری قسم کی وہ لڑکیاں ہیں جو میرے سامنے بچہ تھیں اور اب بڑی ہوگئی ہیں، ان کی تربیت بھی اس طرح میری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے۔

پہلے زمانے میں عورتوں کو لکھنے کا کچھ خیال نہ تھا، مگر تیسرے گروہ کی لڑکیوں میں سے کسی کو لکھنے کا بھی شوق ہوا۔

"میرے نانا کے حقیقی بھائی ہر روز یا ایک دن بیچ کر کے مکتب میں آتے تھے اور فارسی خط جو لڑکی لکھنا سیکھتی تھی اس کو اصلاح دیتے تھے۔ صبح سے کھانے کے وقت تک پڑھنے کا وقت تھا، کھانے کے وقت پر سب لڑکیاں نماز پڑھتی تھیں اور عصر کے وقت تک پھر اپنے پڑھنے لکھنے میں مصروف رہتی تھیں، عصر کے بعد اپنے اپنے گھر چلی گئیں۔

ان کی تعلیم میں وہ علوم داخل نہ تھے جن کو لوگ اس زمانے میں یورپ کی تقلید سے لڑکیوں کی تعلیم میں داخل کرنا چاہتے ہیں، جو علوم اس زمانے میں عورتوں کیلئے مفید تھے وہی اس زمانے میں بھی مفید ہیں، وہ علوم صرف دینیات اور اخلاق کے تھے۔ اس زمانے کی لڑکیاں قرآن شریف پڑھتی تھیں، اس کا ترجمہ پڑھتی تھیں، نماز روزہ کے مسائل کی کتابیں پڑھتی تھیں۔ جس نے تعلیم میں زیادہ ترقی کی اور فارسی سیکھ لی، اس کو قصص الانبیا، حکایات الاولیاء اور اس قسم کی اخلاق کی کتابیں اور مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی بعض حکایات پڑھائی

جاتی تھیں۔

جس زمانے میں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اُردو میں نہ ہوا تھا اور لڑکیوں نے حدیث پڑھنے کا شوق کیا تھا، ان کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ مشکوٰۃ شریف پڑھایا جاتا تھا، آخر زمانے میں اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف اور اُردو ترجمہ حصن حصین یعنی ظفر جلیل زیادہ تر درس میں داخل تھا اور بعض لڑکیوں نے ملفوظات حضرت نظام الدین اولیاءؒ یعنی فوائد الفواد اپنے شوق سے پڑھے تھے۔

صرف ایک عورت سے واقف ہوں جس نے تزک جہانگیری اپنے باپ سے پڑھی تھی مگر اس کی ہمجولیاں کہتی تھیں کہ بُوا اس سے کیا فائدہ ہے، کوئی اور خدا اور رسول کی کتاب پڑھو، یہی عمدہ طریقہ تعلیم کا تھا جس سے لڑکیوں کے دل میں نیکی اور خدا ترسی، رحم، محبت اور اخلاق پیدا ہوتا تھا اور یہی تعلیم ان کے دین و دنیا دونوں کی بھلائی کے لئے کافی تھی۔

(جائزہ مدارس عربیہ)

بچّوں کی قصص الانبیاء حصہ اوّل

مصنفہ امۃ اللہ تسنیم

اس حصہ میں حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ کے حالات ہیں، زبان نہایت سہل اور آسان ہے، دینی چاشنی کے ساتھ ادب کا بھی مزہ ملتا ہے، بچّوں کے نصاب میں داخل کرنے کے قابل — قیمت ایک روپیہ ۱۲

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

جنّتی بیوی

ایک حدیث نبویؐ، جسے محدث جلیل و امام فقہ احمد بن حنبلؒ اپنی مسند میں لائے ہیں، ملاحظہ ہو:-

اذا صلّت المرأة خمسها وصامت شهرها وحفظت فرجها واطاعت زوجها قيل لها ادخلي الجنة من أبواب الجنة شئت۔

جب عورت پانچوں نمازوں کو ادا کرتی رہے اور ماہ رمضان کے روزے رکھتی رہے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرتی رہے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرتی رہے تو اس سے (قیامت میں) کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازہ سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

—— جنتی بیوی کی نشانیاں آپ نے قول رسول معصومؐ کی روشنی میں معلوم کرلیں؟

کتنی صاف ستھری، سادہ، آسان اور مطابق فطرت زندگی جنتی بیوی کی ہوتی ہے، وہ نمونہ، جس پر شروع سے اب تک بے شمار جنتی بیویوں نے چل کر دکھا دیا! کوئی محض خیالی اور فرضی نقشہ، زندگی نہیں، اپنی عزت و آبرو کا

لحاظ رکھا، شوہر کی خدمت کی، فرض عبادتیں پابندی سے ادا کیں۔ چلئے بس جنت پر استحقاق قائم ہو گیا! ـــــ کوئی سادقت ایسی بیویوں کے روزانہ پروگرام میں "میک اپ" کرتے رہنے، ہونٹوں پر لالی تھوپنے، خوب بن ٹھن کر باہر نکلنے، سینما جانے، گندے ناول پڑھنے، ...... گندی سی گندی تصویریں دیکھنے، کلب میں جاکر نشہ پانی میں شریک ہونے، مردوں سے بے تکلف اور بے محابا ہنسنے بولنے، زیادہ سے زیادہ چست و عریاں لباس پہن کر غیروں کے سامنے چٹکنے مٹکنے اور ان کے ساتھ ڈانس کرنے کا نکلتا ہے؟ اس ماڈرن اور اپ ٹو ڈیٹ "نقشۂ زندگی" کو کوئی مناسبت اس نقشۂ زندگی سے ہے؟

اصلی ٹھکانا:ـــــ

ملک بھر کی تو خبر نہیں۔ لیکن دہلی اور لکھنؤ اور ان کے اطراف میں کیا شہر اور کیا دیہات، یہ ساون کثرت سے گایا جاتا ہے اور آواز میں اگر ذرا بھی رس ہو تو سننے والوں کے لئے بڑا مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ منظر یہ ہو کہ نئی بیاہی ہوئی لڑکی اپنے میکے آئی ہوئی ہے لیکن ابھی جی بھر کے رہنے بھی نہیں پائی ہے کہ سسرال سے بلاوا آگیا ہے، اور زمانہ وہ ہے کہ دلھنوں کے "ڈولے" چلتے ہیں، اور سفر کی منزلیں، بجائے موٹر اور لاری، ریل اور بس کے، پینس اور پالکی، چوپہلے اور ڈولی کے ذریعہ طے ہوتی ہیں۔

نبوا تلے ڈولا رکھ دے مسافر آئی ساون کی بہار
اپنے محل میں گڑیاں کھیلت تھی سیاں کے آئے کہار
اے ری سکھی گڑیاں کھیلن نہ پائی، سیاں کے آئے کہار
اپنے محل میں جھولا جھولت تھی، سیاں کے آئے کہار
اے ری سکھی جھولا جھولن نہ پائی، سیاں کے آئے کہار
نبوا تلے ڈولا رکھ دے مسافر۔ آئی ساون کی بہار

کمسن نادان دلھن کی زبان سے داستان کتنی دردناک ہے۔ رو رو کر اپنی سہیلی کو سنا رہی ہو کہ اپنے محل میں جی بھر کر گڑیاں کھیلنے بھی نہ پائی کہ سیاں کے بھیجے ہوئے کہار آگئے، ابھی جی بھر کر جھولا بھی کہاں جھولنے پائی تھی کہ سیاں کے بھیجے ہوئے کہار آگئے! ـــــ اس سے بھی کہیں بڑھ کر حسرت انگیز و دردناک مثال، نادان انسان کی ہے، کہ اپنے عارضی و فانی مسکن میں طرح طرح کے منصوبے بناتا ہوتا ہے طرح طرح کے کھیل تماشوں میں اپنا جی لگائے ہوتا ہے، طرح طرح کی دلفریبیوں میں اپنے کو پھنسائے ہوتا ہے کہ مالک و مربی حقیقی کے بھیجے ہوئے فرشتے واپسی کا پروانہ لئے ہوئے آموجود ہوتے ہیں کہ اے بندے اور بندی چل۔ اپنے وطن کی طرف چل۔ واپس آ، کہ تیرا اصلی ٹھکانا تو یہی ہے۔ تو وہاں جاکر کہاں بھول میں پڑ گیا ہے۔ تیری راحت ابدی اور تیری مسرت جاودانی کے سامان تو یہیں تیرا انتظار کر رہے ہیں اور ہم تجھے اس مالک کے پاس لے چلنے کو آئے ہیں جس کی بے انداز شفقت اور بے حساب محبت کے آگے تجھے والدین اور اولاد اور سارے عزیزوں، دوستوں کی محبتیں، ہیچ نظر آنے لگیں گی"!

(صدق جدید۔ لکھنؤ)

آپ کیا کریں؟

بچّہ کے خوف کا علاج:- بچّوں کے سلسلہ میں بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ جس چیز سے وہ ڈرتے ہیں اس سے ان کو دُور رکھا جائے، یہ خیال بہت مضر ہے، اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ ایسی چیزیں بچّہ کے سامنے بار بار لائی جائیں اور اس کو پریشان کیا جائے، یہ دیکھنا چاہیئے کہ ڈر کیوں اور کب پیدا ہوا، اور اس کا اصل سبب کیا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کا بچّہ بلّی سے ڈرتا ہے تو آپ کو یہ کرنا چاہیئے کہ اس کو کھانے کے وقت ایسے قصّے سُنائیں جن سے وہ بلّی سے مانوس ہو، اس کو ڈانٹنا یا بار بار بزدل کہنا مضر ہے اور اس کا بُرا نتیجہ نکل سکتا ہے، اگر آپ کا بچّہ اندھیرے کمرے سے ڈرتا ہے تو اس کو زبردستی اس پر مجبور نہ کیجئے بلکہ کوشش کیجئے کہ ہلکی روشنی موجود ہو۔

بچّہ سے بے پرواہی نہ برتیئے:-

اگر ڈرائیور نے بہت پھرتی سے کار نہ موڑی ہوتی تو یہ معصوم بچّہ ہلاک ہو چکا ہوتا۔ یہ بچّہ اپنے کھلونے لینے سڑک پر آگیا اور دوکانوں کی طرف دیکھ رہا تھا، اس کی ماں اپنی پڑوسن سے گفتگو کرنے میں ایسی محو تھی کہ اس کو پتہ نہ چل سکا کہ اس کا معصوم بچّہ باہر نکل گیا ہے اور بیچ سڑک پر آگیا، اس کی

ماں یہ خبر سُن کر رُونے لگی اور خوف و مسرت سے ملے جلے جذبات سے وہ بے قابو ہوگئی، بچہ بھی ماں کو دیکھ کر رونے لگا، دوسری طرف پڑوسنیں اس کو ملامت کر رہی تھیں، وہ سب کڑوی باتیں سُن رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ذرا سی بے توجہی کہاں سے کہاں پہونچا سکتی ہے۔

مایوسی گناہ ہے:-

بعض لوگ اپنی زندگی کا ایک خاص ڈھانچہ بنا لیتے ہیں اور اسکے خلاف کسی چیز کو برداشت نہیں کر سکتے، ناکامی اور خلل ہونے سے مایوس ہونے لگتے ہیں، یاد رکھئے زندگی گزارنے کا یہ طریقہ نہیں، تلخیوں اور ناکامیوں سے مایوس مت ہوئیے، ہمیشہ مسکراتی رہیے، خوش رہنے کی عادت ڈالئے، ہر نیا دن مسرت کا پیغام رکھتا ہے، بشرطیکہ آپ فائدہ اُٹھائیں بددل اور بیزار ہونے سے بچئے۔

توازن اور اعتدال:-

کسی کی تعزیت میں جائیے تو رُو پیٹ کر اس کے غم کو نہ بڑھائیے ہمدردی اور تعزیت کے مناسب الفاظ سے ان کا غم غلط کیجئے۔ ضرورت سے زیادہ ہنسنا قہقہہ لگانا، بدمزاجی کی علامت ہے، اسی طرح بالکل خاموش رہنا اور منھ بنائے رہنا ناپسندیدہ ہے، زندگی میں تناسب اور توازن پیدا کرنا ہی حُسن ہے۔

(صدی العام)

کیا سُنا کیا دیکھا؟

ہر کسے آزردہ از ذکرِ جمیل

ملا واحدی دہلوی ثم کراچوی کے تازہ تاثرات سے :-

"ماں باپ بھی نماز نہیں پڑھتے تو بچے کیا نماز پڑھیں گے، وہ نماز کو جانیں گے بھی نہیں۔ کہ نماز کوئی چیز ہوتی ہے۔ سُنا ہے کراچی شہر سے باہر کوٹھیوں کے رہنے والے ایک خاصے ہوشیار بچے کے کان میں پہلی دفعہ اذان کی آواز پہونچی تو اس نے باپ سے پوچھا۔ یہ کون چیخ رہا ہے۔ ایسے مسلمانوں کے ہاں خدا معلوم اب بچے پیدا ہونے کے بعد بچے کے کان میں اذان دلائی جاتی ہے یا نہیں۔ لیکن جو ماں باپ نماز کے پابند ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کے بچے نجات پائیں۔ جہنم میں نہ جلیں، جنت کے لطف اُٹھائیں، جنھیں بچوں کی صرف دنیاوی فلاح کی فکر نہیں ہے، اُخروی فلاح کی بھی فکر ہے اور وہ جس طرح اپنے جہنم میں جانے کے تصور سے لرزتے ہیں اسی طرح بچوں کے جہنم میں جانے کے تصور سے لرز جاتے ہیں۔ اس قسم کے ماں باپ کے بچے نماز نہ پڑھیں تو بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہو۔ مگر تعجب کیجئے یا افسوس کیجئے یہ واقعہ سب گھروں میں نہ سہی اکثر گھروں میں یہی حال ہے"۔

جی ہاں "روشن خیال" مسلمان اب پاکستان کا ہو یا ہندستان کا، کراچی کا یا دہلی کا، اب اس کے بچوں کو کام نہ قرآن سے نہ نماز سے، نہ سجدے سے نہ اذان سے۔ وہ اپنے اللہ کو بھلا کر اپنے آپ کو بھی بھول چکا ہے، اسے بتایا گیا اور ڈرایا یہ گیا تھا کہ :-

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ (ترجمہ) کہیں ان

لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تھا تو اللہ نے خود انھیں کے تئیں انھیں بھلا دیا۔)

لیکن وہ تنبیہ اب قال نہیں حال بن کر اپنے اوپر سرتاسر چھا گئی ہے۔

آئینۂ پاکستان :- (لاہور کے ایک ہفتہ وار میں ایک مراسلہ)

"...گزشتہ اپریل میں، میں ایک دوست کے ہاں گیا شام کو آٹھ بجنے والے تھے میں نے ان سے دریافت کیا۔ تمھارے پاس ریڈیو ہو تو ذرا خبریں سُنوا دو، وہ کہنے لگا کہ چند یوم ہوئے میں نے گھر والوں کے اصرار پر ریڈیو خریدا تھا لیکن ریڈیو لانے کے دو چار دن کے بعد ایک دن میں شام کو جب میں گھر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری چھ سالہ بچی ریڈیو کے کسی گانے پر اسکے سامنے کھڑی ناچ رہی ہے، چنانچہ میں نے اسی وقت ریڈیو بند کر دیا اور دوسرے دن اسے کچھ روپیوں کا نقصان اُٹھا کر ایک آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا، اگر میں ایسا نہ کرتا تو تھوڑے ہی عرصہ میں میرے لڑکے بھانڈ اور لڑکیاں رقاصہ بن جاتیں۔ چنانچہ یہ بات تو ہر شخص کے دیکھنے میں آئی ہو گی کہ جن گھروں میں ریڈیو ہیں، ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہر وقت گلیوں میں فلمی گانے گاتے پھرتے ہیں۔ اس وقت تو ہم ان کو معصوم سمجھتے ہوئے ان کی اس حرکت پر ہنس دیتے ہیں، لیکن ان کی یہ بات آپ کو تسلیم کرنی پڑے گی کہ جن بچوں کی پرورش اس ماحول میں ہو گی۔ وہ "نورجہاں"، "سنتوش" اور "سلیم رضا" تو ضرور بن سکتے ہیں لیکن "خولہؓ"، "طارقؒ" اور "خالدؓ" کسی صورت میں نہیں بن سکتے۔"

(صدق جدید)

ہماری مجلس

مسائل

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

مسئلہ ۔ مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے ۔

مسئلہ ۔ شوہر کے ساتھ جو باتیں ہوئی ہوں، جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے ۔ حدیث میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے ۔

مسئلہ ۔ عطر وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا، اس طرح کہ غیر مردوں تک اس کی خوشبو جاوے درست نہیں ۔

مسئلہ ۔ مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے کو کوسنا درست نہیں ۔

مسئلہ ۔ بعضی بعضی منہار سے چوڑیاں پہنتی ہیں، یہ بڑی بیہودہ بات ہے بلکہ جو عورتیں باہر نکلتی ہیں ان کو بھی اس سے چوڑیاں پہننا جائز نہیں ۔

مسئلہ ۔ بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے اسمیں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے ۔ جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیئے ۔

مسئلہ ۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور سے منت ماننا مثلاً یوں کہنا "اے بڑے پیر اگر میرا کام ہو جائے تو میں تمہاری یہ بات کروں گی، یا قبروں اور مزاروں پر جانا، یا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا اور درخواست

کرنا حرام اور شرک ہے بلکہ اس منت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے اور قبروں پر جانے کی عورتوں کے لئے حدیث میں ممانعت آئی ہے ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے ۔

مسئلہ ۔ جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو وہ اللہ کے نزدیک بڑی گنہگار ہے، قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا ۔

مسئلہ ۔ سونے چاندی کے زیور، اور برتن، اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے ۔

مسئلہ ۔ بے وجہ رمضان کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے، یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا کر لوں گی، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزہ کے بدلہ میں اگر سال بھر روزے رکھتی ہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملے گا ۔ جتنا رمضان میں ایک روزے کا ثواب ملتا ہے ۔

مسئلہ ۔ باریک تن زیب یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ۔

مسئلہ ۔ نجس رنگ میں کپڑا رنگا تو اتنا دھوئے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو جاویگا، چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے ۔

مسئلہ ۔ اکثر عورتیں قرآن پڑھتے ہیں، اگر ان کے میاں کا نام آجاوے تو اس کو چھوڑ جاتی ہیں یا چپکے سے کہ لیتی ہیں، یہ واہیات بات ہے قرآن پڑھنے میں کیا شرم ۔ (بہشتی زیور)

سوال و جواب (ادارہ)

س:۔ کیا آپ کے علم میں کوئی ایسا غیر اسلامی ملک ہو جس نے اپنی حدود سلطنت میں بداخلاقی اور رقص و سرود پر پابندی لگائی ہو؟

ج:۔ ابھی چند ماہ پیشتر ہی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ویٹ نام کی پارلیمنٹ نے اپنے ملک کے اندر کلبوں میں رقص کرنے یا کروانے کو جرم قرار دیا ہے اور اس جرم کے مرتکب کے لئے تین ماہ کی قید کی سزا اور ڈھائی سو ڈالر کا جرمانہ ادا کرنے کی سزا رکھی ہے۔ اس قانون کے بعد کثیر تعداد میں لوگ گرفتار ہوئے، اس واقعہ کو اسلامی ممالک سامنے رکھ کر سبق حاصل کریں کہ جو کام ان کے کرنے کا تھا وہ دوسروں نے کیا۔

س:۔ اس وقت اخلاق اور دین کے لئے سب سے زیادہ مضر کیا چیزیں ہیں، اور ان کا دائرہ کتنا وسیع ہے؟

ج:۔ ذرا سی سمجھ اور غیرت رکھنے والا آدمی اس کو محسوس کرتا ہے کہ اخلاق اور دین کے لئے سب سے مضر آج کے سنیما، رقص و سرود کی مجلسیں، مخرب اخلاق ناولیں اور ثقافت کے نام پر کی جانیوالی تقریبات ہیں، اور اس رو میں ہر قوم بہی جا رہی ہے اور اپنا ذاتی اور قومی سرمایہ اس کھیل کود اور انسانیت و شرافت کو ڈھانے والے کاموں میں لگا رکھی ہے۔ لندن میں ایک ایکٹرس نے فلم میں کام کرنے کے لئے اپنے روز کی

اُجرت ۲۰۰۰ سو ڈالر مقرر کر رکھی ہے یہ وہ رقم ہے جس سے سیکڑوں یتیم اور بیوائیں اپنا پیٹ بھر سکتی ہیں، یہ ایک ایکٹرس کا حال ہے اس دنیا میں ہزاروں ایکٹر، ایکٹریسیں، رقاصائیں، قوم و ملک کا روپیہ پانی کی طرح بہاتی ہیں اور ساتھ ساتھ ان کے اخلاق و کردار کیلئے دیمک کا کام دیتی ہیں۔

س:۔ کیا دنیا میں کوئی ایسی عورت ہے جو دولت و امارت میں اپنی مثال آپ ہو؟

ج:۔ دنیا میں اس طرح کی کئی عورتیں گزری ہیں اور بعض موجود ہیں ان میں

(۱) ہالینڈ کی ملکہ ۶۰ کروڑ ڈالر سے زیادہ کی مالیت رکھتی ہے۔

(۲) بیگم آغا خاں ۵۰ کروڑ ڈالر کی مالک ہیں۔

ان کے علاوہ مختلف ملکوں میں امیر ترین عورتیں پڑی ہیں، لیکن کسی کی دولت و ثروت سے مرعوب نہ ہونا چاہیئے۔ یہ وہ پرچھائیں ہے جو آتی جاتی رہتی ہے اور اگر اس کو خدا کی راہ میں نہ خرچ کیا جائے تو یہ آخرت میں وبال بنے گی۔ یہ دنیا کی زینتیں ہیں جو ہیں رہ جانے والی ہیں۔ اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

(ترجمہ:۔ جانے رہو کہ بس دنیا کی زندگی کھیل اور تماشہ اور ایک آرائش اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا، اور ایک دوسرے سے بڑھ کر مال اور اولاد طلب کرنا ہے۔)

مختصرات

(از:- ادارہ)

	سوال	جواب
(۱)	مسلمان عورت کے لئے، کون سا لباس موزوں ہے؟	جو ساتر ہو۔
(۲)	نگاہ نیچی رکھنا مرد کے لئے ضروری ہے یا عورت کے لئے؟	دونوں کے لئے۔
(۳)	خدا اور رسول کے بعد سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟	والدین کا۔
(۴)	کون سا عمل خدا کو محبوب ہے؟	جسمیں خدا کی رضا ہو۔
(۵)	سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟	شرک۔
(۶)	وہ کون سا عقیدہ ہے جس میں نجات ہے؟	توحید۔
(۷)	ایک عورت میں سب سے بڑی بُرائی کیا ہے؟	عیب جوئی ہو
(۸)	کس چیز سے آدمی ذلیل ہوتا ہے؟	بُری زبان سے
(۹)	نکاح کے سلسلہ میں کیا چیز پیش نظر رکھنا چاہیئے؟	دین اور اخلاق۔
(۱۰)	کون سی چیز سب سے بدتر ہے؟	جو خدا کی یاد سے غافل کردے۔
(۱۱)	وہ کون سی چیز ہے، جس کے آگے سب بے بس ہیں؟	موت۔
(۱۲)	سب سے بڑی نعمت کیا ہے؟	اچھی زندگی۔
(۱۳)	ماں پر سب سے بڑی ذمہ داری کیا ہے؟	بچہ کی تربیت
(۱۴)	دنیا خدا کی نگاہ میں کیسی ہے؟	مچھر کے پر کے برابر
(۱۵)	ایک آدمی اپنی آدمیت سے کب نکل جاتا ہے؟ ص ۵	

ظفرؔ آدمی اُس کو نہ جانئے گا گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر نے تنویر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان [illegible] لکھنؤ سے شائع کی